انا انزلناہ فی لیلۃ القدر
بیشک ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا ہے
شب قدر اور اعتکاف
کی فضیلت اور ان کے مسائل واحکام
مصنف
مفتی محمد سجاد حسین قاسمی

انا انزلنـــاہ فی لیلۃ القدر
بیشک ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا ہے

شب قدر اور اعتکاف

کی فضیلت اور ان کے مسائل و احکام

مصنف

مفتی محمد سجاد حسین قاسمی

نام کتاب	:	شب قدر واعتکاف کی فضیلت اوراس کے فضائل واحکام
مؤلف	:	مفتی محمد سجاد حسین القاسمی نان پوری مقیم بنگلور کرناٹک
پہلی اشاعت	:	۲۰۲۱ء
تعداد	:	۱۰۰۰
قیمت	:	۲۰/روپئے
سلسلہ مطبوعات	:	باہتمام: مکتبہ سعدین یاسین نگر بنگلور

Shab-e-Qadar Aur Itikaf ki Fazelat
Aur Us k Ahkam-o-Masail

by:

Mufti Md Sajjad Hussain Qasmi

Address
Yasen Nagar,Hbr Layout
Bangaluru,Karnataka
Indid-Pon : 560043
Mob:9448606806

بسم الله الرحمن الرحيم

شب قدر کی تحقیق و معنی:

''**شب قدر**'' فارسی زبان کے لفظ''شب''اور عربی زبان کے لفظ''قدر'' دولفظوں سے مرکب یعنی جڑ کر بنا ہوا ایک ترکیب اضافی جملۂ ناقصہ ہے۔جس کا معنی''قدر وعزت والی رات'' کے ہے۔''شب قدر'' کو خود قرآن مجید کے سورۂ قدر میں اللہ تعالی نے''لیلۃ القدر''اور''لیلۃ المبارکۃ''اور''لیلۃ الحکم'' کہا ہے۔اسی کا اردو اور فارسی ددونوں زبانوں میں ترجمہ''شب قدر'' ہے۔

شب قدر وجه تسمیه :

''**شب قدر**'' چونکہ اس رات میں اللہ تعالی نے انسان کو پرسکون وفطرت پر قائم زندگی گذارنے کے لئے اپنی طرف سے ایک ہدایات و دستور حیات یعنی نظام زندگی کی درستگی کیلئے صحیح قوانین کو یکبارگی نازل کی ہیں۔تمام تفسیری کتابوں میں اور احادیث کے ذخیروں میں یہی لکھا ہے۔''شب قدر کا بیان'' کتاب میں مؤلف نے خزائن العرفان کے حوالے سے لکھا ہے کہ''قرآن مقدس بتمامہ رمضان المبارکہ کی''شب قدر'' میں''لوح محفوظ'' سے آسمان دنیا کی طرف اتارا گیا اور اسی آسمان پر ایک مقام''بیت العزت'' میں رہا۔پھر یہاں سے وقتا فوقتا اقتضائے حکمت جتنا جتنا منظور الٰہی ہوا، حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے اللہ تعالی نے آپ ﷺ پر ۲۳؍سالوں کے عرصے تک بحکم الٰہی لاتے رہے۔اس حقیقت کو خود قرآن مجید کے تیسویں پارہ کے''سورۂ قدر'' میں اللہ تعالی نے'' اِنَّـا اَنـزَلـنَاهُ فِي لَيلَةِ الْقَدرِ'' جملہ کے ذریعے واضح کیا ہے۔اسی طرح سورۂ دخان میں بھی رب کائنات نے ارشاد فرمایا'' اِنَّـا اَنـزَلـنَاهُ فِي لَيلَةِ المبارکة'' کہ''بیشک ہم نے اس قرآن مجید کو''لیلۃ القدر'' اور لیلۃ المبارکۃ'' میں نازل کی ہے۔سورۂ دخان میں''لیلۃ القدر'' کی تفسیر، تفسیر قرطبی؍ج؍۲۰؍ص:۱۳۰؍کے بیان کے مطابق''لیلۃ القدر'' ہی ہے۔حدیث نبوی ﷺ سے بھی یہی ثابت ہے۔جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ سے ایک حدیث اس طرح منقول ہے۔

حدیث : اسی طرح حضرت ابن عباسؓ سے ایک حدیث منقول ہے۔ ''نَـزَلَ بِـهٖ جِبـرَئِيـلُؑ جُملَةً وَاحِـدَةً فِـى لَيلَةِ الْقَدرِ مِنَ اللوحِ المَحفُوظِ اِلَى سَمآءِ الدُّ نُيَا اِلٰى بَيتِ ا لْعِزَّةِ وَ اَملَا ہُ جِبرَئِيلُ عَلٰى النَّبِيِّ ﷺ نُجُومًا نُجُومًا وَكَا نَ بَينَ اَوَّلِهٖ وَ اٰخِرِهٖ ثلث وَّ عِرُونَ سنةً ''

ترجمہ: حضرت جبرئیل علیہ السلام ''شب قدر'' میں قرآن مجید کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر ''بیت العزۃ'' تک اکٹھا لے کر اترے اور جبرئیلؑ نے دوسرے فرشتوں کو اس کی املاء کرائی (لکھوائی)۔ پھر جبرئیل تئیس سالوں کے عرصے میں تھوڑا تھوڑا لے کر حضور ﷺ پر نازل ہوئے۔

اس نزول قرآنی میں ایک عجیب نکتہ یہ بھی ہے کہ قرآن پاک کے نزول کا آغاز جب غار حرا میں پہلی بار ہوا، تو اس وقت بھی لیلۃ القدر ہی تھی۔ پھر رفتہ رفتہ ۲۳ھ سالوں تک ضرورت کے موافق آیتیں نازل ہوتی رہیں۔ پھر آخری آیت وحی جو نازل ہوئی تو وہ رات بھی شب قدر ہی تھی۔ اس سے واضح ہے کہ نزول قرآن کا آغاز و اختتام دونوں چونکہ اسی شب قدر میں ہوا ہے۔ جس کے سبب اس رات میں عزت و عظمت حاصل ہوگئی جو کسی اور رات کو حاصل نہیں ہے۔

قرآن و حدیث سے شب قدر میں اسی دستور حیات کے نزول کے سبب س رات کی اہمیت ہوگئی۔ جسے عربی اور قرآنی زبان میں ''لیلۃ القدر''، ''لیلۃ المبارکہ''، ''لیلۃ التقدیر'' وغیرہ کئی ناموں سے پکارا گیا۔ اسی کو جیسا کہ ابھی اوپر میں نے لکھا کہ فارسی اور اردو زبان میں ''شب قدر'' یعنی ''قدر و منزلت اور نہایت عزت والی'' رات نام دیا گیا ہے۔ یعنی شب قدر کے نام کی وجہ اس رات میں الٰہی دستور حیات ''قرآن مجید'' کا نازل ہونا ہی ہے۔ جیسا کہ حضرت قتادہؓ سے مروی حدیث میں بھی ہے کہ چونکہ اس رات میں قرآن کریم کا نزول ہوا جو دینی و دنیوی سعادات و برکات کا ذریعہ و سرچشمہ ہے اور اس شب میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے نزول رحمت و نزول ملائکہ و اجابت دعاء ہوتی ہے۔ اس لئے اس شب کا نام ''لیلۃ المبارکہ'' رکھا گیا۔ یعنی یہی اس کی وجہ تسمیہ ہے۔ امام زہریؒ کے بقول شب قدر کی وجہ تسمیہ اس رات کا عظیم و قدر و منزلت والی شب ہونی ہے۔ شیخ ابوبکرؒ کے بقول چونکہ اس شب میں عبادت و ذکر کی وجہ سے بے عزت و بے قدر لوگ بھی قدر و منزلت حاصل کر لیتے ہیں۔ اس لئے اس شب کو ''شب قدر'' کہتے ہیں۔

شب قدر کی فضیلت :

''**شب قدر**'' کی پہلی فضیلت تو اس رات میں قوانین ربانی کا نازل ہونا ہے۔ کیوں کہ جس قوانین سے انسان ہر تکلیف سے بچ کر اپنی فطرت پر پُرسکون قائم رہ کر زندہ رہ سکتا ہے۔ اسی طرح مرنے کے بعد کی زندگی کی حقیقت کو جان کر اس زندگی میں بھی آرام سے رہے گا تو اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت چاہئے۔

تفسیر ابن کثیر ص: ۳۲ / جلد ثانی میں خطابی کے بقول اسی مذہب پر اجماع نقل کیا ہے کہ شب قدر صرف امت محمد ﷺ کے ساتھ ہی مخصوص ہے۔ یہ اور کسی امت کو نہیں عطا ہوئی۔ یہ رات سید الشب یعنی تمام راتوں کا سردار ہے۔ جس میں فضیلتیں ہی فضیلتیں اور برکات و رحمتوں کا ہی ظہور ہے۔ جس طرح سید البشر حضرت آدمؑ اور سید العرب حضرت محمد ﷺ ہیں۔ اسی طرح جس طرح حضرت سلمان فارسی تمام اہل فارس کے سردار تھے۔ اسی طرح سید الروم حضرت صحیب رومیؓ جس طرح تھے۔ اسی طرح سید الحبش جس طرح حضرت بلالؓ تھے۔ اسی طرح تمام بستیوں میں سرداری مکۃ المکرّمہ کو حاصل ہے۔ اسی طرح جس طرح وادیوں میں سب سے مقدس وادی بیت المقدس کی وادی اور وادی سینا کو حاصل ہے۔ اسی طرح جس طرح دنوں میں سید الایام جمعہ کے دن کو

حاصل ہے۔ کتابوں میں قرآن کریم کو سروری حاصل ہے۔ سورتوں میں سورہ بقرہ کو اور آیتوں میں آیۃ الکرسی کو جس طرح بزرگیت حاصل ہے۔ پتھروں میں حجر اسود کو اور کنوؤں میں چاہ زمزم کو سب کنوؤں پر جس طرح برتری و بزرگی حاصل ہے۔ اسی طرح تمام عصاؤں میں عصائے موسیٰ کو برتری حاصل ہے۔ اسی طرح جس طرح جس مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونسؑ کو برتری و بزرگی حاصل ہے۔ اسی طرح اونٹیوں میں جس طرح فضیلت حضرت صالحؑ کی اونٹنی کو فضیلت حاصل ہے۔ اسی طرح جس طرح انگوٹھی میں سلیمانؑ کی انگوٹھی کو فضیلت حاصل ہے اسی طرح تمام مہینوں میں رمضان کو اور تمام راتوں میں شب قدر کو فضیلت حاصل ہے۔ یہ رات سید الشب اور بہت ہی اہم رات ہے۔

شب قدر ایک ہزار راتوں سے افضل ہے :

چونکہ رب کائنات اپنی تمام مخلوقات میں احسن تقویم مخلوق ''حضرت انسان'' سے نہایت محبت کرتا ہے کہ اسے دارین میں ہر تکلیف سے محفوظ زندگی عطا کر کے مزید انعامات سے بھی نوازا ہے۔ چنانچہ سورۂ قدر ہی میں خود اللہ تعالیٰ نے اس رات کی قدر کو قدر والی کیوں ہے؟ بندوں سے سوال کر کے جواب اس طرح دیا ''وَمَآ اَدرٰكَ مَا لَيلَةَ القدرِ'' کہ اے بندے! کیا تجھے کچھ پتہ بھی ہے کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے؟ یعنی لیلۃ القدر یعنی شب برأت کی حقیقت اصلی تجھے پتہ نہیں ہے۔ سنو! لیلَةُ القدر خَيرٌ مِّنُ اَلفِ شَهرٍ ہ تَنَزَّلُ المَلٰئِكَةِ وَالرُّوحُ ط فِيهَا بِاذُنِ رَبِّهِمُ مِنُ كُلِّ اَمرٍ سَلَامٌ هِىَ حَتّٰى مَطلَعِ الُفَجرِ'' ہ کہ لیلۃ القدر یعنی شب برأت ایک ہزار برسوں کی یعنی تراسی برس چار مہینوں کے راتوں کی عبادتوں سے بڑھ کر ثواب وفضیلت والی رات ہے۔

سورۂ قدر کا شان نزول :

سورۂ قدر کے شان نزول میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ حضورﷺ ایک بار اپنی امت اور دوسری امتوں کا توازن کیا تو معلوم ہوا کہ دوسری امتوں کو اللہ عزوجل نے بڑی بڑی عمریں عطا کی ہیں۔ مگر آپﷺ کی عمریں نہایت ہی قلیل ہیں۔ شہنشاہ کونین سردار دو جہاںﷺ کے قلب اطہر میں یہ خیال پیدا ہوا اور آپﷺ رنجیدہ ہوئے کہ میری امت دوسری امت سے نیک اعمال میں آگے نہیں بڑھ سکے گی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس سورہ کو نازل کر کے آپﷺ کو تسلی دی کہ ''اے میرے محبوب!ﷺ آپ اس خیال کو دل سے نکال دیجئے۔ اس لئے کہ میں نے آپﷺ کی امت کو رمضان کے مہینہ کے شب قدر والی ایک ایسی رتا عطا کی ہیں جس میں ایک تو قرآنی دستور نازل کیا ہے ساتھ ملائکہ کا نزول رحمت ہوتا ہے۔ اس رحمت سے فائدہ اٹھانے کے لئے آپﷺ کی امت کے افراد کے لئے صرف یہی ایک رات کافی ہے۔ اس لئے کہ یہ رات یعنی شب قدر ہزار مہینوں سے افضل رات ہے''۔

امام قرطبیؒ نے تفسیر قرطبی رج ۲رص :۱۳۱ر پر ارشاد فرمایا ہے کہ اکثر مفسرین کے نزدیک لَيلَةُ القدرِ خَيرٌ مِّنُ اَلفِ شهرٌ'' آیت کا مطلب ''اَلعَملُ فِيهَا خَيرٌ مِّنُ الفِ شَلهرٍ لَا تَكُونُ فِيهِ لَيلَةٌ القَدرِ'' کہ اس شب میں عبادت ان ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے جن میں لیلۃ القدر شامل نہ ہو''۔

یعنی اس ایک رات میں آپ کی امت کی ایک عبادت تراسی برس چار مہینوں کی راتوں میں مسلسل عبادت کرنے کے برابر ہے۔یعنی اس میں امت محمد ﷺ کے ایک عبادت اور دو رکعات نفل نماز پڑھنے کا ثواب ایک ہزار راتوں میں نوافل وعبادت کرنے سے بھی زیادہ افضل ہے۔اس لئے آپ ﷺ کو دوسری امت کی عمروں کے مقابلے میں اپنی امت کی کم عمروں پر رنجیدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

فضائل قرآن کتاب میں درمنثور کتاب میں حضرت انسؓ سے ایک حدیث منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''شب قدر'' اللہ تعالی نے میری امت کو عطا فرمائی۔پہلی امتوں کو یہ نہیں دی گئی۔جمہور امت کا یہی مذہب ہے۔

حضرت موسیٰؑ کا واقعہ :

حضرت موسیٰؑ کے بارے میں میں نے اپنے استاذ محترم مولانا عبدالقدوس قاسمی نان پوری سے ایک روایت سنا ہوں کہ ایک بار آپ علیہ السلام کوہ طور پر جارہے تھے۔اچانک ایک نہایت خوبصورت پتھر کو دیکھا۔مگر آپ آگے بڑھ گئے۔لیکن دل میں وسوسہ ہوتا رہا کہ آخر تمام پتھروں میں یہ ایک ایسا اور اتنی خوبصورت کیوں ہے؟ چنانچہ حضرت موسیٰؑ واپس لوٹ کر اس پتھر پر اپنی عصا سے ہلکے انداز میں مارا۔عصا مارتے ہی وہ پتھر دو ٹکڑے ہو گئے اور اس میں سے ایک اللہ کا بزرگ بندہ اللہ تعالی کی تسبیح کرتے ہوئے،جلوہ افروز ہوا۔اس بندہ نے حضرت موسیٰؑ کو دیکھ کر نام لے کر سلام کیا۔حضرت موسیٰؑ ایک تو پتھر کی خوبصورتی سے متعجب تھے۔جب اس پر عصا ماری تو اس میں سے اس بندہ کے ظاہرہ وجانے سے حیرت میں پڑ گئے مزید یہ کہ اس بندہ نے جب آپ کا نام لے کر آپؑ کو سلام کیا تو اور متعجب وششدر رہوئے کہ آخر اس پتھر کے اندر کے بندے سے میری تو کبھی ملاقات نہیں! جان نہ پہچان خالہ میری سلم! آخر یہ کیا ماجرا ہوا؟ یہ میرا نام کیسے جانتا ہے؟ حضرت موسی نے اس آدمی سے پوچھا کہ تو میرا نام کیسے جانتا ہے؟ اس بزرگ بندہ نے کہا! وقت کا جو نبی ہوتا ہے وہ صرف انسان کے لئے نہیں! بلکہ تمام مخلوقات عالم کے لئے ہوتا ہے۔آپ میرے نبیؑ ہیں۔اس لئے آپ کو ہم پہچانتے ہیں!۔حضرت موسیٰؑ نے اس سے پوچھا کہ تو اس چھوٹے سے پتھر کے اندر کیسے رہتا ہے؟ پتھر سے نکلا بزرگ بندہ نے کہا! خدا کی قدرت۔وہ ان الہ علی کل شی قدیر ہے''! وہ جس طرح رکھا ہے۔ہوں! پھر موسیٰؑ نے اس بزرگ بندہ سے پوچھا! اس میں تو کھاتا کیا ہے؟ بزرگ نے کہا: یہ دیکھو! میرے سر کے بڑے بڑے بال میرے دونوں شانوں کی طرف لٹک رہے ہیں۔دائیں طرف کے بال کو زور سے پکڑ کر کھینچتا ہوں اور جو بھی چیز کھانے کی نیت کرتا ہوں۔وہ چیز سامنے حاضر ہو جاتی ہے۔اسے میں کھالیتا ہو۔پھر پینے کی جواشتہا ہوتی ہے تو بائیں طرف کے بال کو پکڑ کر زور سے کھینچتا ہو تو پینے کی جو نیت دودھ،شہد،لکوڈ،میٹھا پانی وغیرہ کی کرتا ہو۔وہ سامنے حاضر ہو جاتا ہے اور میں پی لیتا ہوں۔حضرت موسیٰؑ نے کہا! تو اس میں کب سے ہے اور کیا کام ہے؟ تو اس بندہ نے کہا! اے موسیٰؑ! اس میں ایک ہزار برس سے رہ رہا ہوں اور میرا کام صرف اللہ کی تسبیح کرتے رہنا ہے۔حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ! پھر تو تو میرے لئے بھی دعا کر! تو تو بڑی فضیلت والا بندہ ہے۔اس پر اس بزرگ بندہ نے کہا! میرے ایک ہزار برس سے اس میں عبادت کرنے سے تو مجھے بڑی فضیلت والا سمجھ گیا۔سن! اے موسیٰؑ! ایک آخری نبی ﷺ آنے والے ہیں۔جن کی امت کی فضیلت مجھ سے بھی زیادہ ہوگی۔میں تو ایک ہزار برس سے

اس پتھر میں تسبیح کرتا ہوں تو اللہ تعالی نے میرے حفاظت اور میری روزی کو میرے بال میں رکھ دی ہیں۔اس امت کو امت محمد ﷺ کہا جائے گا۔اس امت کو اللہ تعالی صرف ایک رات ایسی عنایت کریں کے کہ جس میں وہ عبادت کریں گی تو صرف ایک رات کی عبادت میرے ایک ہزار برس کی عبادتوں کے برابر ہوگی!

حضرت عبد القادر جیلانیؒ کا واقعہ:

ایک بار دیوبند کی جامع مسجد جس میں دار العلوم دیوبند اصل اور وقف دونوں کی شروعات والی جامع مسجد میں استاذ مکرم حضرت مولانا سالم صاحب قاسمی سابق مہتمم دار العلوم وقف دیوبند نے ایک بیان کے موقع سے حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کا ایک واقعہ سنایا کہ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ ایک بار مراقبہ میں تھے۔اس میں انہوں نے دیکھا کہ ایک مجلس لگی ہے۔جس میں حضرت موسیٰؑ اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔اس مجلس میں سب سے پیچھے حضرت عبد القادر جیلانیؒ اپنے آپ کو محسوس کر رہے تھے کہ میں بھی ہوں۔یہ حقیقت بھی تھی۔کیوں کہ اس مجلس میں حضرت موسیٰؑ نے اپنے اصحاب سے حضور ﷺ کی ایک حدیث '' عُلَمَآءُ اُمَّتِی کَاَنبِیَآءِ بَنِی اِسرَآئِیلُ '' کے بارے میں گفت وشنید کر رہے تھے کہ ''یہ جو حضرت محمد ﷺ نے حدیث بیان کی ہیں۔جس میں بنی اسرائیلی نبیوں کو اپنی امت کے علماء کے بالمقابل کر دی ہیں! آخر یہ کیسے ہو سکتا ہے؟''!

اس پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے جواب دینے کے لئے حضرت موسیٰؑ سے اجازت طلب کی! حضرت موسیٰؑ نے حضرت شیخ سے کہا! کھڑے ہو جاؤ! حضرت شیخ کھڑے ہو گئے۔اس کے بعد موسیٰؑ نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ سے نام پوچھا! حضرت شیخ نے اپنا اپنے باپ، دادا، پڑ دادا، لکڑ دادا سلسلہ وار سبھوں کے نام گنوانا شروع کر دی۔حضرت موسیٰؑ نے کہا ارے بھئی! رکو تو سہی! یہ کیا پورا سلسلۂ شجرہ بتلانا شروع کر دیا! میں نے تو تم سے صرف تمہارا نام پوچھا ہے نا! حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے فرمایا کہ اگر اجازت ہو تو اس کا بھی جواب دوں! حضرت موسیٰؑ نے کہا بتلا کیا جواب ہے؟ حضرت شیخؒ نے کہا یہ جواب تو میں نے آپؑ ہی سے سیکھا ہے۔کیوں کہ رب کائنات نے آپؑ سے کوہ طور پر صرف آپ کے ہاتھ میں جو لاٹھی تھی۔اس کے بارے میں سوال کیا تھا تو آپکا جواب وہاں پر صرف یہ ہونا تھا کہ ''میرے ہاتھ میں لاٹھی ہے''! اور بس! مگر آپ نے اس کے ساتھ اس لاٹھی سے کیا کیا کام کرتے ہیں، تمام کاموں کو گنوانا شرع کر دیا تھا۔حالانکہ آپ کو وہاں پر ایسا نہیں کرنا تھا نا! حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ وہاں پر مجھے جلال الٰہی سے فائدہ اٹھانا تھا۔اس لئے جواب جانبوجھ کر طول دیا۔حضرت شیخ نے فرمایا کہ میں بھی آپ ہی کی نقل کرتے ہوئے آپ کے سوال کا جواب دیا اور جواب میں طول کیا، تا کہ اس مجلس میں جو میں ایک نبی اور ان کے اصحاب کے ساتھ نورانیت سے محظوظ ہو رہا ہوں تا دیر محظوظ ہوتا رہوں! حضرت موسیٰؑ نے پھر فرمایا! ہاں! اب تم سے اس حدیث کے بارے میں سوال کرنے کی ضرورت نہیں! سچ ہے نبی برحق سچے ہیں۔انہوں نے جو حدیث بیان فرمائی ہیں صحیح ہے کہ امت محمد ﷺ بنی اسرائیلی انبیاء کے برابر ہیں۔یہ امت محمد ﷺ کی فضیلت ہے۔یہ فضیلت اور کسی کو حاصل نہیں ہے۔

اسی کو اللہ تعالی نے سورہ قدر میں '' خیــر مـن الف شهـر '' سے واضح کیا ہے کہ اس امت کو عمر کم ہوئی مگر منجانب اللہ اس کی تھوڑی سی عبادت کو پچھلی امتوں کے ہزاروں ہزار سال کی عبادتوں کے برابر کر دی۔

شب قدر عطا ہونے کی وجہ:

شب قدر امت محمدیہ کو کیوں عطا ہوئی؟ اس کی وجہ احادیث پچھلی امتوں کی عمروں کی طوالت اور ان میں ان کی کثیر عبادت کی صحابۂ کرام کو فکر کرنی ہے۔ اس عنوان کے تحت کئی احادیث عمر ہی کے سبب تفکر والے مضمون کو مختلف انداز بیان میں مختلف صحابہ کرامؓ سے منقول ہیں۔ ایک روایت یوں نقل ہے کہ ایک دن حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے حضرات صحابۂ کرام کے سامنے بنی اسرائیل کے حالات بیان فرماتے ہوئے عبادت میں ایک ضرب المثل اسرائیلی بزرگ حضرت شمعونؒ کا واقعہ بطور مثال کے بیان فرمایا، جن کے سر پر گنے چنے اٹھارہ بال ایسے تھے کہ جو زمین پر گھسٹتے رہتے تھے۔ یہ ایک راز تھا۔

حضور پر نور ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ بندہ ہزار مہینے تک روزہ رکھتے تھے۔ رات بھر خدائے تعالیٰ کی عبادت اور نماز میں مشغول رہتے تھے۔ پھر دن کے وقت ہتھیار باندھ کر راہ خدا میں جہاد بھی کرتے تھے۔ غریبوں کی حمایت کرتے تھے۔ مشرکوں اور کافروں کی سرکوبی کرتے تھے۔ ان کے مالوں کو حاصل کر کے غریبوں میں تقسیم کرتے تھے۔ جسمانی قوت کا یہ حال تھا کہ وہ لوہے کی بھاری بھاری مضبوط زنجیریں عورتوں کی چوڑیوں کی طرح ان کے ہاتھ سے ٹوٹ کر گر جاتی تھی۔ کفار و مشرکین نے جب اس اسرائیلی حضرت شمعونؒ کا یہ حال دیکھا تو ان کے خلاف میں حضرت شمعونؒ کی بیوی کو اپنے ساتھ ملا کر سازش کرتے ہوئے حضرت شمعون کو اپنی حراست میں لینے کی کوشس کی۔ اس کے لئے کفار نے سازش کرتے ہوئے پہلے حضرت شمعونؒ کی بیوی کو جا کر اس کی ذہن سازی کرتے ہوئے کہا کہ ''اگر تم اپنے خاوند کو رات کے وقت سوتے ہوئے مضبوط رسیوں سے جکڑ کر باندھ کر صبح کو ہمارے حوالے کر دو گی تو اس کے بدلے تمہیں بہت سا مال و دولت دیا جائے گا۔ حضرت شمعونؒ کی بیوی ان لوگوں کے جھانسے میں پڑ کر مال و دولت کی لالچ میں اپنے بہادر اور پکے دیندار شوہر حضرت شمعون کو سونے کی حالت میں مضبوط رسی میں باندھ دی۔ صبح ہوئی اور حضرت شمعون جب بیدار ہوئے تو اپنے آپ کو رسی میں بندھا پا کر بیوی سے پوچھا کہ اس طرح مجھے کس نے باندھا ہے؟ اس پر بیوی نے ہوشیاری کرتے ہوئے جواب دیا کہ آپ کی قوت کا اندازہ لگانے اور اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے لئے میں نے ہی باندھ دی ہے۔ حضرت شمعونؒ خاموش ہو کر رسیوں کو خود کھول لی۔

لیکن کافروں کی سازش کامیاب نہ ہو سکی۔ آپؒ کی بیوی کو بھی لالچ پوری نہ ہوئی۔ اس لئے یہ بھی تاک میں لگی رہی کہ کسی طرح آپؒ کا کام تمام کر دیا جائے۔ چند دنوں بعد دوبارہ موقع پا کر ایک رات اپنے شوہر حضرت شمعونؒ کو لوہے کی زنجیر میں جکڑ دی۔ مگر اللہ کے بندے حضرت شمعونؒ کے جسم پر لوہے کی زنجیر کا کوئی اثر نہ ہوا اور بیدار ہوتے ہی بس ایک ہی جھٹکے میں زنجیر کی کڑیوں کو توڑ تاڑ کر رکھ دی۔ حضرت شمعونؒ نے پھر بیوی سے پوچھا کہ اس نے یہ کیا کیا؟ بیوی نے اس بار بھی اپنی سحر بیانی بات کی کہ میں ہی باندھی ہوں تا کہ دیکھوں کہ آپ پر لوہے کا اثر ہوتا ہے یا نہیں؟ لیکن حضرت شمعونؒ نے اپنی قدرتی قوت کے راز کو ظاہر کر دی کہ دنیا کی کوئی چیز مجھ پر اثر نہیں کر سکتی ہے۔ ہاں البتہ! میرے سر کے بال اثر کر جائے گا۔

جب بیوی کو بھید معلوم ہو گیا تو اس نے ایک رات حضرت شمعون یعنی اپنے نیک شوہر کو اسی کے سر کے بال سے باندھ دی۔ جسے آپؒ جاگنے کے بعد کھولنے کی بہت کوشس کی مگر وہ کھل نہ سکا۔ اس کے بعد لالچی بیوی شریر

نے حضرت شمعونؒ کو ایک ستون سے باندھ کر آپ کی ناک کاٹ دی۔ آنکھیں نکال لیں۔ اس طرح اللہ کے اس نیک ولی کے ساتھ سلوک، اسی کی بیوی نے منافقین اور دشمنان کی سازش سے لالچ میں آ کر کی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت شمعونؒ کی اس طرح بے عزتی کرنے پر حضرت شمعونؒ کے ان تمام دشمنوں کو، جن کی سازش سے ان کی لالچی بیوی عورت نے اس طرح حضرت شمعون کی بے عزتی کی تھی۔ زمین میں دھنسا دیا۔ اسی طرح شمعون کی بیوی پر بجلی کی قہر اللہ تعالیٰ نے گرا دئی کہ جس سے جل بھن کر خاک ہوگئی۔

حضرات صحابۂ کرامؓ نے حضرت شمعون کی اس طرح تکالیف سن کر اور ان کی ہزار مہینوں تک عبادت کرتے رہنے اور جہاد فی سبیل اللہ کی خبر سن کر، حضرت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! ہم لوگ تو کسی بھی طرح حضرت شمعونؒ کی عبادت و ریاضت کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔ کیوں کہ ان کی عمر لمبی تھی۔ پھر ان کی طرح کثیر عبادت کیسے کریں گے تو اس حسرت عبادت پر اللہ تعالیٰ نے امت محمد ﷺ کو ''شب قدر'' جیسی ایک ایسی مقدس اور بابرکت رات عطا کی کہ اس ایک رات کی عبادت بنی اسرائیلیوں کے ہزار سالوں کی راتوں کی عبادتوں سے بھی افضل بنا دی۔

ابن ابی حاتم میں اسی مضمون کا ایک دوسرا واقعہ اس طرح لکھا ہوا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک بار چار عابدوں کا ذکر کیا۔ جنہوں نے ۸۰/اسی سالوں تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تھی۔ آنکھ جھپکنے کے برابر بھی خدائے ذوالجلال کی نافرمانی نہیں کی تھی۔ ان میں سے ایک حضرت ایوبؑ ہیں۔ دوسرے حضرت زکریاؑ ہیں۔ تیسرے حضرت حزقیلؑ ہیں اور چوتھے حضرت حضرتؑ یوشع بن نونؑ ہیں۔ حضرات صحابہؓ کو ان چاروں کی حالت سن کر بہت تعجب ہوا۔ اتنے میں حضرت جبرئیلؑ تشریف لے آئے اور حضور ﷺ سے کہا! اے نبی ﷺ آپ کی جماعت نے ان چاروں پر تعجب ظاہر کیا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان سے بھی افضل چیز آپ ﷺ پر نازل کی ہیں اور وہ ہے شب قدر! اسی طرح حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب ہے کہ شب قدر کا نیک عمل اس کا روزہ اس کی نماز ایک ہزار ایسے مہینوں کے روزوں اور نمازوں سے افضل ہے، جس میں شب قدر نہ ہو۔

ابوبکر بن وراق کے بقول حضرت سلیمانؑ کی مدت پانچ سو ماہ تھی۔ اسی طرح ذوالقرنین کی مدت حکومت بھی پانچ سو ماہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو لیلۃ القدر عطا کی اور فرمایا کہ اس شب کی عبادت کا اجر و ثواب ان دونوں بادشاہوں کی مجموعی مدت سلطنت یعنی ایک ہزار ماہ کی حکومت سے بہتر ہے۔ اسی طرح بعض حضرات کہتے ہیں کہ پہلی امتوں میں کوئی شخص اس وقت تک عابد نہیں کہلاتا تھا جب تک کہ وہ مسلسل ایک ہزار ماہ تک اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کر لے۔ اللہ تعالیٰ نے امت محمد ﷺ کو شب قدر عطا کر کے فرمایا کہ اس شب کی عبادت ان ہزار ماہ کی عبادت سے بھی بہتر ہے۔ جو پہلی امتوں میں ایک عابد کا معیار تھا۔

نزول ملائکہ اور روح : یہ محض امت محمد ﷺ کی ہی فضیلت ہے۔ اس امت ہی کی خاطر اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے سورۂ قدر میں '' تَنَزَّلُ الْمَلٰئِكَةُ وَالرُّوحُ ط فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ '' ہ کی بھی ایک بڑی فضیلت یہ عطا کی کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے بے شمار فرشتے بھی آسمان سے زمین پر رحمت کاملہ لے کر اتارتے ہیں جو عبادت گذار بندوں کے حق میں رحمت کی

دعائیں کرتے ہیں۔ان فرشتوں کا نزول اور ان کا اس دنیا میں عبادت گذار بندوں کے حق میں رحمت کے لئے دعائیں کرنے کا سلسلہ فجر کے نکلنے تک یعنی صبح صادق تک رہتا ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اس شب میں بکثرت فرشتوں کا نزول ہوتا ہے کہ یہ خیر کثیر اور عظیم برکات والی شب ہے۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے بقول اس شب فرشتوں کو زمین پر اللہ تعالی نازل کر کے بنی آدمؑ کی عبادت ،انابت الی اللہ اور تسبیح وتہلیل کا نقشہ دکھلانا مقصود ہے تا کہ بنی آدمؑ کے بارے میں انہوں نے ''اَتَجعَلُ فِیهَا یُفسِدُ فِیهَا وَ یَسفِكُ الدِّ مآءَ'' ہ کر جو شبہ اور اعتراض اللہ تعالی سے کیا تھا،اس کا مشاہدہ کے ساتھ جواب مل جائے۔حضرت نافعؒ کے بقول شب قدر کی صفت ''سلام'' کی خاص ہے۔یعنی ''لیلة القدر سلامة و خیر کلها لا شر فیها '' کہ شب قدر میں سراپا پوری رات سلامتی وسکون کا نزول ہوتا رہتا ہے۔اس میں شر بالکل ہے ہی نہیں''۔

ملائکہ اور روح مؤمنین سے

مصافحہ و سلام کرتے ہیں : اسی طرح نزول فرشتہ کے تعلق سے تفسیر ابن کثیر جلد آخر رص:۲۳۵ر پر حضرت کعبؓ سے مروی حدیث منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شب قدر میں حضرت جبرئیلؑ مؤمنین سے مصافحہ کرتے ہیں اور ان کے مصافحہ کی علامت یہ ہے کہ قلب میں رقت وانابت الی اللہ ،آنکھوں میں معاصی پر ندامت کی وجہ سے آنسو اور جسم پر اللہ کے خوف سے کپکپی طاری ہو جائے۔

''روح'' کی حقیقت : قرطبی رج ۲۰رص:۱۳۳ر پر'' تَنَزَّلُ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوحُ آیت میں ''روح'' کے بارے میں جمہور مفسرین کا خیال نقل کیا ہے کہ اس سے مراد حضرت جبرئیلؑ ہی ہیں۔لیکن امام قسیریؒ کے نزدیک روح سے مراد فرشتوں کی ایک خاص صفت ہے جو باقی ملائکہ کے محافظ اور نگراں ہیں اور عام ملائکہ بھی ان کو اس شب کے علاوہ نہیں دیکھ سکتے ہیں۔جس طرح ہم ملائکہ کو نہیں دیکھ سکتے ہیں۔

ملائکۂ مدبرات : حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ اس رات میں جو فرشتے اتر کر اللہ کے حکم کے موافق امور میں مصروف ہوتے ہیں یعنی جن ملائکہ مدبرات کو اس شب میں تنفیذ احکام کی ذمہ داری سونپی جاتی ہے وہ چار ہیں۔ایک تو یہی روح القدس یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام، دوسرے حضرت میکائیلؑ، تیسرے حضرت اسرافیلؑ، چوتھے حضرت عزرائیلؑ۔گویا یہ چار تو اصل ذمہ دار ٹھہرائے جاتے ہیں۔باقی ان کے اعوان وانصار ہو تے ہیں۔

عبادت کے نتیجے میں عظیم تجیلی کا نزول :

حضرت علامہ ابراہیمؒ صاحب کی کتاب ''شب قدر کا بیان'' رص:۱۱ر پر حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت منقول ہے کہ شب قدر میں زمین پر بے شمار فرشتوں کو اترنے کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔انوار الہی چمکتے ہیں۔عظیم تجلی ہوتی ہے۔لوگ اس میں مختلف درجات پر فائز ہوتے ہیں۔بعض ایسے ہوتے ہیں جن پر زمین وآسمان کے ملکوت منکشف ہوتے ہیں اور جب ان پر آسمانوں کے ملکوت منکشف ہوتے ہیں تو وہ آسمانوں

میں فرشتوں کو ان صورتوں میں دیکھتے ہیں۔ جن میں وہ مشغول عبادت ہوتے ہیں۔ بعض قعود میں، بعض رکوع میں، بعض سجود میں، بعض اذکار میں، بعض شکر میں، بعض تسبیح و تہلیل میں مصروف رہتے ہیں۔

سیدنا حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ شب قدر میں حق تعالی فرماتا ہے کہ اے جبرئیلؑ! تم ملائکہ کی ایک جماعت کے ساتھ زمین پر جاؤ! چنانچہ حضرت جبرئیلؑ ایک جماعت کے ساتھ زمین اپنے ہاتھ میں سبز جھنڈا لئے جاتے ہیں۔ پھر اس جھنڈے کو کعبہ شریف پر گاڑ دیتے ہیں۔ پھر فرشتے زمین پر پھیل جاتے ہیں۔ سیدنا حضرت جبرئیلؑ کے چھ سو بازو ہیں۔ ان میں سے دو کبھی نہیں کھلتے ہیں۔ مگر اسی شب قدر میں کھلتے ہیں جس سے مغرب و مشرق سے بھی آگے تک کے کل حصوں کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ پھر حضرت جبرئیلؑ اپنی جماعت کے دوسرے فرشتوں سے کہتے ہیں کہ کھڑے، بیٹھے ذکر الہی کرنے والے نماز ادا کرنے والوں کو سلام و مصافحہ کریں اور جو دعاء مانگتے ہیں، اس پر آمین کہیں۔ پھر فرشتے ہر مسلمان کو جو جاگتا ہو بیٹھا ہو، نماز پڑھتا ہو، ذکر الہی کرتا ہو اسے سلام کرتے ہیں۔ پھر صبح کے وقت حضرت جبرئیل پکارتے ہیں اے فرشتوں! چلو وہ عرض کرتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالی نے امت محمد ﷺ کے ایماندار بندوں کی حاجات کے بارے میں کیا حکم فرمایا؟ تو حضرت جبرئیلؑ کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے ان پر رحمتیں نازل کیں۔ سب گناہ معاف کر دیئے۔ مگر چار قسم کے آدمیوں کے گناہ نہیں بخشے شرابی، والدین کے نافرمان، رشتہ توڑنے والا اور ناحق قتل کرنے والے کو معاف نہیں کیا!

امام قرطبی نے روح المعانی تفسیر رج ۲۰ر صفحہ ۱۹۵ر کے حوالے سے نقل کی ہیں کہ اس شب میں ہر آسمان سے حتی کہ سدرۃ المنتہی سے بھی فرشتے نازل ہوتے ہیں اور لوگوں کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ایک روایت نقل کی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شب قدر میں اللہ تعالی حضرت جبرئیلؑ کو سدرۃ المنتہی کے ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ زمین پر اترنے کا حکم دیتے ہیں۔ وہ نورانی جھنڈے لے کر زمین پر اترتے ہیں اور چار مقامات یعنی بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ زادہ اللہ تشریفا و تعظیما، بیت المقدس، روضۃ النبی ﷺ، اور مسجد طور سیناء پر اپنے جھنڈوں کو نصب کر کے منتشر ہو جاتے ہیں اور ہر مومن مرد و عورت کے گھر میں داخل ہوتے ہیں اور امت محمدیہ کیلئے استغفار کرتے ہیں۔ البتہ وہ گھر جس میں کتا، خنزیر، تصویر، شرابی اور بدکار جنبی ہوتے ہیں ان میں وہ داخل نہیں ہوتے ہیں۔

سورہ قدر کے ذریعے اللہ تعالی بندوں کو یہی سب خبریں دے رہے ہیں کہ شب قدر جو قدر و منزلت والی رات ہے۔ اس کی عظمت کا سبب یہ بھی ہے کہ اس میں اللہ کے حکم سے فرشتوں کا نزول رحمت بھی ہوتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک روایت منقول ہے ''اِنَّ المَـلٰـئِکَۃَ تِلکَ الَّیلَۃَ فِی الأَرضِ أَکثَرُ مِنْ عَدَدِ الحصی'' کہ بلاشبہ اس لیلۃ القدر میں زمین میں فرشتوں کی تعداد نزول کنکریوں کی تعداد سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔

ایسے موقع سے ایک عقلمند بندہ کا کام یہ ہے کہ وہ رب تعالی کے ان فرشتوں کو عبادت کرتے ہوئے ہوئے نظر آئیں۔ اللہ سے گڑگڑا کر اپنے لئے اور مرحومین و کل مسلمین و انسانوں کے سکون و عزت کے لئے دعائیں کرتے نظر آئے تاکہ یہ فرشتے اللہ تعالی کے پاس اس بندہ کے بارے میں صحیح رپورٹ اور شہادت پیش کرے کہ

یہ بندہ مؤمن اور عبادت گذار ہے۔اس کی مغفرت ہو جانی چاہیئے۔اسے پرسکون زندگی ملنی چاہیئے۔

سکون الٰہی سے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ بعض لوگوں پر جنت کے احول بھی منکشف ہوتے ہیں۔وہ جنت کے محلات،گھر،حوریں،نہریں،جنت کی کیاریاں،جنت کے پھل وغیرہ کو بھی دیکھتے ہیں۔بعض لوگوں کی نظروں سے حجابات اٹھ جاتے ہیں۔وہ اس وجہ سے عرش عظیم کا بھی نظارہ کرتے ہیں۔انبیاء،صلحاء،صدیقین وصالحین کے مقامات کو بھی دیکھتے ہیں۔بعض رب کائنات کے جمال آراء کے سوا کچھ نہیں دیکھتے ہیں۔اس رات کی عبادت میں کمی کے باوجود عابد پرسکون ہوتا ہے اوراس کے حق میں فرشتے اللہ تعالی سے فرشتوں کی گواہی کے سبب سفارش کو قبول فرما کر بخشس فرمادیتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ سفارش بھی ایک چیز ہے۔اس کی بھی بڑی اہمیت ہے۔اللہ تعالی نیک بندوں کے حق میں فرشتوں کی سفارش قبول کرے گا اوراس کے درجہ کو بلند کرے گا۔اسی طرح سفارش کے تعلق سے بھی یہ بات ظاہر ہوئی کہ فرشتہ بھی سفارش عبادت گذار بندوں کے ہی حق میں کرے گا۔

پس یہ ضروری نہیں کہ عبادت کرنے والے بندے کی عبادت بالکل درست ہی رہے۔بلکہ یہ ضروری ہے کہ وہ بندہ حکم الٰہی کے موافق اپنے تئیں فرماں برداری میں وقت صرف کررہا ہے اور بے کار ولہولعب چیزوں سے پرہیز کر کے اطاعت الٰہی میں مصروف ہے۔اس سے دنیاوی سفارش کی بھی حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ جو بندہ اپنے تئیں بدمزاج نہیں بلکہ بااخلاق ہے۔قانون کا پابند اور فرماں بردار ہے۔اگر چہ اس سے کچھ کمی کوتاہی ہو ہی جائے یا قانون کی خلاف ورزی ناواقفیت و جہالت کے سبب ہو ہی جائے پھر بھی اگر وہ اطاعت کے قانون سے جڑا ہوا ہے اور فرشتہ اس بندہ کو اطاعت الٰہی میں مصروف مشغول دیکھا اور پاکر رب کائنات کے سامنے اس کی اطاعت وفرماں بردار ہونے کی شہادت دیتا ہے تو اللہ تعالی اس بندے کی مغفرت ضرور کردے گا۔

پس دنیا میں بھی نیک انسان اور بااخلاق انسان اگر چہ وہ عمل میں کمزور ہے۔مگر وہ اپنے عمل میں اطاعت کے ساتھ مشغول ہے تو ایسے محنتی آدمی کی سفارش کرنی چاہیئے اور سامنے والے کو اس کے حق میں سفارش کو قبول بھی کرنی چاہیئے۔کیوں کہ اطاعت گذار اور محنتی شخص رفتہ رفتہ ہی سہی مگر منزل حق پر پہنچ جائے گا اور زمانہ کے لئے ایک دن مفید ترین شخص بن کر سامنے آجائے گا۔اس لئے سفارش کے لئے جس شخص کے حق میں سفارش کی جاتی ہے۔اس کا کل مفروضہ نمبر لانا ضروری نہیں ہے۔کیوں کہ کل مفروضہ نمبر لانے والے کے لئے سفارش کی ضرورت ہی نہیں ہے۔سفارش تو ان کے لئے ہوتی ہے جو کل مفروضہ نمبر لایا نہیں ہے۔مگر کام مثلاً تعلیم یا جو کوئی کام وہ کررہا ہو۔اس میں منہمک ومشغول رہ کر کرنے کا مزاج ہو۔کیوں کہ یہی اطاعت کا کامل درجہ ہے۔جسے اللہ پسند کرتا ہے۔

اسی لئے اللہ تعالی نے "فِيهَا بِاذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمرٍ سَلَامٌ هِىَ حَتّىٰ مَطلَعِ الْفَجرِ" ہ جملے کہ کر بندوں کو عبادت میں مصروف رہنے کے لئے ترغیب دی ہیں اور انہیں اس رات سے فائدہ اٹھانے کے لئے ابھارا ہے اور عبادت کے لئے اُکسایا ہے کہ بندہ جیسا بھی بس اس رات کی قدر کر کے اس رات میں اترنے والی رحمتوں سے فائدہ اٹھالے۔کچھ نہ آتا ہو تو اطاعت کے قانون سے بس ٹوٹے پھوٹے عمل ہی میں مصروف رہ کر فرشتوں کی

نظر میں صحیح عمل کرنے والے اور اطاعت گذار نظر آ جائے۔ تب یہ فرشتے اس کے حق میں بخشش کی سفارش کرے گا جسے خدا کبھی رد نہیں کرتا ہے اور یقیناً وہ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی پرسکون زندگی گذار سکے گا۔

اس دنیا میں پرسکون زندگی گذارنے کے لئے اللہ تعالیٰ اسے اپنے نازل کردہ قرآن مجید کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے راہیں کھول دیں گے اور وہ صحیح عمل کرے گا جس کے سبب کامیاب رہے گا۔ جب یہاں قوانین رب کے موافق صحیح عمل کرتے ہوئے وفات پائے گا تو یہ عمل اس کے حق میں آخرت میں کامیابی اور فلاح کے لئے وجہ بن جائے گی اور وہ آخرت میں بھی کامیاب بن جائے گا۔

معلوم ہوا کہ سب کچھ رب کے فضل سے ہے۔ انسان کے عمل سے نہیں۔ انسان اسی وقت صحیح عمل کرسکتا ہے جب کہ اس پر صحیح عمل کے لئے اللہ کا کرم وفضل ہو جائے جو کامیابی کے لئے وجہ اور سبب ہوتا ہے۔ جب سبب صحیح وجود میں آئے گا تو اس کا مسبب یعنی نتیجہ بھی صحیح نکلے گا۔ اس لئے انسان کو اپنے رب کے سامنے بس اطاعت کرنا چاہئے۔ اللہ کو یہی سب سے زیادہ پسند ہے۔

پس انسان ایک غلیظ پانی سے پیدا ہوا ہے۔ فطرتاً یہ غلیظ ہے۔ جب یہ پہلی مرتبہ پیدا ہوا تو بقول علامہ رازیؒ فرشتوں نے دیکھ کر رب کائنات سے اس کے بارے میں فسادی سمجھ کر اعتراض کیا تھا۔ اسی طرح ان کے والدین نے جب اسے منی کے ناپاک قطرہ کی صورت میں دیکھا تو اس سے نفرت کی اور اسے کپڑوں پر لگ جانے سے اسے کھرچ کر اور دھوکر پھینک دیا تھا۔ مگر جب اسی غلیظ پانی کو گوشت و پوست کے غلاف ڈال کر انسانی سانچے میں ڈھال دی تو والدین نے بھی شفقت کی نگاہ سے دیکھ کر اس سے محبت کرنے لگے۔ جب پل بڑھ کر یہ نورانی قوت وصفت سے آگے بڑھا تو فرشتوں سے بھی یہ افضل قرار پایا۔ اسی کی نورانی صفت عبادت کے سبب اس کے لئے شب قدر میں رحمتوں کا نازل فرمایا۔ اس پر رحمت کو نازل کرنے کے لئے فرشتوں کی جماعت کو بھیجا۔

ان فرشتوں کے سامنے جب یہ غلیظ پانی سے پیدا بندہ نورانی قوت نورانیہ یعنی عبادت میں مصروف رہا تو حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے'' عَنْ اَبِی هُرَیرَۃ رضی الله عنه قال قالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ قَامَ لَیلَۃَ الْقَدرِ اِیمَانًا وَّ اِحتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنبِہٖ '' یعنی حضرت ابو ہریرہؓ صحابی رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص شب قدر میں ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے کھڑا ہو تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

اسی طرح حضرت انسؓ سے مروی حدیث ہے کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک آیا تو شہنشاہ کونین ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آیا ہے۔ جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا۔ ساری بھلائی سے محروم رہ گیا۔ اس بھلائی سے محروم نہیں رہتا مگر وہ شخص جو حقیقتاً محروم ہی ہے۔

شب قدر کون سی رات ہے : شب قدر کے تعلق سے حضرات صحابۂ کرام ہی کے زمانہ سے اختلاف ہے۔ اس تعلق سے تقریباً پچاس اقوال منقول ہیں۔ ان سب کو یہاں پر جمع کرنے سے مستقل ایک

کتاب بن جائے گی۔ میں ان میں سے دو چند ذکر کرتا ہوں۔

(۱) : **حدیث** : صحیح بخاری شریف میں حضرت عبادہؓ سے ایک حدیث منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں: خَرَجَ النبیُّ ﷺ لِیُخبِرُنَا بِلَیلةِ القدرِ فلتَلاحی رَجُلَانِ مِنُ الُمُسلِمِینَ فَقَالَ خَرَجتُ لِاُخبِرُکُم بِلَیلةِ القدرِ فَتَلَاحی فُلانٌ و فُلَانٌ فَرُفِعَتُ وَ عَسٰی اَن یَّکُونَ خَیرًا لَّکُم فَا لتَمِسُوا هَا فِی التَّاسِعَةِ وَالسَّا بِعَةِ وَالُخَا مِسَةِ "۔

ترجمہ: ایک بار نبی کریم ﷺ لیلۃ القدر کے بارے میں خبر دینے کے لئے باہر نکلے۔ مگر دو مسلمان آپس میں جھگڑا کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو شب قدر کی اطلاع دینے کے لئے آیا تھا۔ مگر فلاں اور فلاں کے جھگڑے کی وجہ سے اس کی تعیین اٹھالی گئی اور شاید اس کا تعیین کا اٹھالیا جانا (اللہ کے علم میں) تمہارے لئے بہتر ہو۔ لہذا! اب اس کو نویں، ساتویں اور پانچویں شب میں تلاش کرو'۔

حدیث : ایک اور روایت حضرت عبادہ بن صامتؓ ہی سے منقول ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے شب قدر کے متعلق دریافت کیا تو آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا ۲۱/۲۳/۲۵/۲۷/ اور ۲۹/ رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں ہے۔

(۲) : روح المعانی ر ج /۳۰/ صحہ ۱۹۰/ پر امام نوویؒ نے امام اعظم ابوحنیفہؒ کا قول نقل کی ہیں کہ شب قدر تمام سال میں دائر یعنی گھومتی رہتی ہے۔ کبھی کسی مہینہ میں ہوتی ہے اور کبھی کسی مہینے میں۔

(۳) : امام احمد بن حنبلؒ اور امام مالکؒ کا قول ہے کہ کسی سال کسی رات کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں دائر رہتی ہے۔ کسی سال کسی رات میں اور کسی سال کسی رات میں۔

(۴) : حضرت امام ابوحنیفہؒ ہی کا ایک دوسرا قول بھی منقول ہے۔ جس کو حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ابن کثیر میں نقل کی ہیں کہ شب قدر رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔ ابن کثیر اور امام احمد بن حنبلؒ کا بھی یہی راجح قول ہے۔

(۵) : امام شافعیؒ اور امام ابن کثیرؒ کا ایک قول یہ ہے کہ شب قدر رمضان کی سترہویں شب ہے۔ لیکن شوافع کا راجح قول اکیسویں رات کے بارے میں ہے۔

(۶) : بعض روایت سے رمضان کی تیئسویں شب کے بارے میں معلوم ہوتا ہے کہ یہ شب قدر ہے۔ تمام اقوال میں راجح ترین قول جمہور علماء کا متفقہ طور پر یہ ہے کہ شب قدر ستائیسویں شب "شب قدر" ہے۔ اسی کو صحیح مسلم شریف میں حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت کی گئی ہے۔ حدیث یہ ہے۔

حدیث : " عَن ابی کعب عن رسول الله ﷺ انها لیلة سبع و عشرین " کہ حضرت ابی بن کعبؓ سے حدیث منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ شب قدر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ رمضان کی ستائیسویں شب ہے'۔ اسی طرح حضرت کعبؓ ہی سے دوسری روایت منقول ہے جس میں انہوں نے قسم کھا کر بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ہمیں قیام کے لئے حکم دیا وہ ستائیسویں کی شب ہے۔ حضرت ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، حضرت معاویہؓ اور ابن کثیر کے بقول حضور ﷺ سے منقول ہے کہ شب قدر رمضان کی

ستائیسویں شب ہے۔حضرت شاہ ولی اللہؒ نے حجۃ اللہ البالغہ کتاب میں لکھا ہے کہ لیلۃ القدر دو راتیں ہیں۔ایک وہ رات جس میں امور تقسیم ہوتی ہیں۔اسی میں قرآن کریم بھی لوح محفوظ سے یکبارگی نازل ہوا۔یہ رات تمام سال دائر رہتی ہے۔یعنی کبھی کسی مہینہ میں تو کبھی کسی مہینہ میں۔لیلۃ القدر وہ ہے کہ جس میں اللہ تالی کی جانب سے روحانیت کا زمین پر ایک خاص انتشار ہوتا ہے۔ملائکہ خیر و برکات لے کر نازل ہوتے ہیں اور اس شب میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔یہ ہر رمضان میں آخر عشرہ کی طاق راتوں میں پائی جاتی ہے۔

مگر جیسا کہ اوپر لکھا گیا جمہور محدثین ومفسرین کے نزدیک ستائیسویں شب زیادہ اصح ہے کہ یہ شب قدر ہے۔اسی لئے اسی رات کی زیادہ لوگ اہمیت بھی دیتے ہیں۔حضرت سیدنا عمر بن خطابؓ نے بھی فرمایا ہے کہ شہنشاہ کونین نے فرمایا کہ جس نے ماہ رمضان کو ستائیسویں رات صبح ہونے تک عبادت میں گذاردی وہ مجھے رمضان کی تمام راتوں سے زیادہ پسند ہے۔

۲۷/ویں کے ۷/ عدد کا نکتہ : علامہ ابراہیم صاحب نے اپنی کتاب ''شب قدر کا بیان'' کے ص:۱۴۰/ پر حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے حضرت ابن عمرؓ سے مروی ایک حدیث نقل کی ہیں کہ حضرات صحابۂ کرامؓ رمضان کے آخری عشرہ میں حضورﷺ کو اپنا اپنا خواب بیان کرتے تھے۔اس پر آقاﷺ نے فرمایا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگوں کے خواب ۲۷/ویں شب کے شب قدر ہونے کے متعلق متواتر کے ساتھ اس لئے آرہا ہے کہ تم میں سے جو شب قدر کو تلاش کرنا چاہتا ہے وہ ۲۷/ویں رمضان کی طاق رات میں اسے تلاش کرے۔

غنیۃ الطالبین میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظمؓ نے کہا کہ میں نے طاق یعنی بے جوڑ عددوں پر ۷/ سے زیادہ کسی طاق عدد کو لائق اعتماد نہیں پایا۔پھر جب ۷/ کے عدد پر غور کیا تو آسمان بھی سات، زمین بھی سات، دن بھی سات، رات بھی سات، دریا بھی سات، صفا ومروہ کے درمیان بھی سات، خانہ کعبہ کا طواف بھی سات، (حج کے موقع سے) رمی جمار بھی سات، انسان کی تخلیق بھی سات اعضاء سے، انسان کے چہرے میں بھی سات سوراخ، قرآن مجید میں ختم سے شروع ہونے والی سورتیں بھی سات، سورۂ الحمد کی آیات بھی سات، اصحاب کہف بھی سات، قوم عاد کی ہلاکت کے دن کی آندھی بھی سات رات و دن، قرآن مقدس کی قرائتیں بھی سات، قرآن کریم کی منزلیں بھی سات، سجدہ بھی سات اعضاء سے، جہنم کے دروازے بھی سات، جہنم کے نام بھی سات، جہنم کے درجے بھی سات، حضرتؑ کی جیل میں مدت قیام بھی سات، بادشاہ مصر کے خوابمیں دیکھی جانے والی گائیں بھی سات، مصر میں قحط کی مدت بھی سات، فراغت حج سے لوٹنے کے بعد اللہ کی طرف سے روزے رکھنے کا عدد بھی سات، نسبتی حرام عورتیں بھی سات، سسرالی نسبت سے بھی حرامعو رتیں بھی سات، کتا کے برتن میں منہ رکھدینے کے بعد اس کے پاکی کے لئے برتن کے دھونے کا عدد بھی سات، اسی طرح سورۃ القدر کے آغاز سے ''سلام'' تک کے حروف لیع الفاظ کی تعداد بھی سات، حضرت ایوبؑ کی منجانب اللہ آزمائس کی مدت بھی سات، حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کے بقول وورروایت حضورﷺ سے نکاح وقت انکی عمر کا سال بھی سات، فرمان نبویﷺ کے موافق آپﷺ کی امت کے شہداء کی قسمیں بھی سات (ایک راہ خدا میں مارا جانے والا، دوسرا طاعون سے مرنے والا، تیسرا سل

دق کے مرض سے مرنے والا، چوتھا ڈوب کر مرنے والا، پانچواں جل کر مرنے والا، چھٹواں پیٹ کے مرض سے مرنے والا، ساتواں وضع حمل سے مرنے والی عورتیں)، اسی طرح طول موسیٰ بھی سات گز، عصائے موسیٰ کا طول بھی سات گز، وغیرہ وغیرہ! پس جب یہ ثابت ہو گیا کہ اکثر چیزوں کی تعداد و اعداد سات ہیں تو اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ''سَلَامٌ هِيَ حَتّٰى مَطلَعِ الْفَجرِ'' اپنا کلام پیش کر کے بندوں کو یہ آگاہ کر دیا کہ جو ستائیس میں ۷؍ کا عدد شامل ہے اس میں بھی حکمت یہی ہے کہ ''شب قدر'' بھی ستائیسویں شب کو ہی ہے۔

حضرت محدث دہلویؒ حضرت عبدالعزیز فرماتے ہیں شب قدر رمضان کی ستائیسویں شب کو ہوتی ہے۔ پھر انہوں نے ایک ریاضی حساب سے اس کو ثابت اس طرح کی کہ لیلۃ القدر کا لفظ ۹؍ حروف پر مشتمل ہے۔ پھر یہ کہ یہ لفظ سورۂ قدر میں تین بار استعمال ہوا ہے۔ پس ۳؍ کے عدد کو ۹؍ کے عدد سے جب ضرب دیتے ہیں تو ۲۷؍ ہی کا عدد بنتا ہے۔ اس لئے ۲۷؍ ویں شب ہی طاق رات (غالب گمان) ہے۔ اسی طرح شاہ عبدالعزیزؒ نے دوسری دلیل یہ بھی دی ہیں کہ سورۂ قدر تیس الفاظ سے مزین ہیں۔ ستائیسواں کلمہ لیلۃ القدر ہے۔ گویا کہ خداوند عظیم کی طرف سے عقل مند اور خدا والوں کے لئے اس میں اشارہ ہے کہ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب ہی شب قدر ہے۔

یہ سب محض تخمینی باتیں ہیں۔ البتہ جمہور محدثین کی تحقیق کے موافق غالب گمان ستائیسویں شب ہی کے متعلق ہے۔ ممکن ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی یہ دو دلیلیں بھی جمہور محدثین کے غالب گمان تحقیق کے لئے اصل ثابت ہو جائیں۔ کشف الغمہ کتاب میں علامہ شعرانیؒ کے بقول شب قدر کسی خاص رات میں مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ یہ تمام راتوں میں گھومتی رہتی ہے۔ اس راز سے فقط وہی لوگ واقف ہو سکتے ہیں جو اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ یاد خدا میں گذار دیتے ہیں۔ جن کو اپنا فائدہ پیارا نہیں۔ بلکہ خدا کی رضا جوئی کی خاطر کل تن من دھن لٹا دیتے ہیں اور راتوں میں اگ جاگ کر عبادتیں کرتے رہتے ہیں۔

شب قدر کے اخفاء کی حکمتیں: حضرت عبادہ بن صامتؓ کی اس حدیث سے واضح ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے شب قدر کی متعینہ تاریخ بتلا دی تھی۔ اس تاریخ کو بتلانے کے لئے جب آپ ﷺ باہر نکلے تو دو شخصوں میں جھگڑا کے سبب کئی مصالح کے تحت بھلا دیا گیا۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس متعینہ تاریخ کو اس لئے بھلا دی کہ لوگ کاہل طبائع کی وجہ سے اس شب میں عبادت کا اہتمام کرتیں اور باقی دنوں کی عبادتوں سے محروم رہتیں۔ پھر یہ کہ اگر یہ شب متعین طور پر معلوم ہو جاتی تو اس کے چھوٹ جانے سے ملال اور افسردگی کی وجہ سے وہ دوسری راتوں میں بھی عبادت نہ کر سکتا اور رمضان کی برکات سے محروم رہتا۔ اس طرح جب یہ رات تذبذب میں رکھ دینے سے، انسان اس کی تلاش میں ہر رات جاگ کر عبادت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جس کے سبب اس کو مستقل اجر و ثواب ملتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی راز کی باتیں ہیں۔

ان روایات سے معلوم ہو چکا ہے کہ شب قدر کونسی رات ہے۔ جس میں اس طرح عبادات کو ترتیب دے کر عبادتیں کر کے رب تعالیٰ کی رحمتوں سے محظوظ ہو یا جائے۔ ان کے تعلق سے چالیس پچاس اقوال ہیں۔ جن میں چند اقوال اوپر ذکر کئے گئے۔ ان میں بھی راجح قول کے بارے میں حدیث رسول منقول ہے''

تَحَرَّوْا لَیلَةَ القَدرِ فِی الوِترِ مِنَ العَشرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رمضَانَ" کہ شب قدر رمضان کے اخیر دھاگے کی طاق راتوں میں تلاش کرو"۔

حضرت ابن عباسؓ سے بھی ایک روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اِلتَمِسُوا هَا فِی العَشرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رمضَانَ لَیلة القدرِ فِی تاسِعَةٍ تَبقِی فِی سَابِعَةٍ فِی خَامِسَةٍ تَبقِی" کہ شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو۔ جب نو راتیں باقی رہ جائیں یا سات راتیں باقی رہ جائیں یا جب پانچ راتیں باقی رہ جائیں"۔ ابن حجر عسقلانی نے اسی حدیث کو ترجیح دی ہیں۔

شب قدر کی علامت: شب قدر کی علامت ونشانی یہ ہے کہ یہ رات کھلی ہوئی اور چمکدار ہوتی ہے۔ صاف وشفاف ہوتی ہے۔ نہ زیادہ گرمی ہوتی ہے نا ہی ٹھنڈی۔ بلکہ معتدل ہوتی ہے۔ اس میں چاند کھلا ہوتا ہے۔ صبح تک آسمان کے تارے شیاطین کو نہیں مارتے ہیں۔ اس کے بعد صبح کو آفتاب بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے۔ سورج کا گولہ بالکل چوندھویں کے چاند کی طرح ہموار ٹکیہ کی طرح ہوتا ہے۔ شیطان اس دن طلوع آفتاب کے ساتھ نہیں نکلتا ہے۔

بعض روایت میں ہے کہ اس رات ہلکی سی بارش پڑتی ہے۔ تفسیر قرطبی کے بقول اس رات میں سمندر کا پانی شیریں ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ عبید بن عمیر کا قول ہے کہ ستائیسویں شب میں ایک شب قدر میں سفر پہ تھا جب اس شب سمندر کے پانی کو چکھا تو وہ نہایت شیریں اور خوش ذائقہ تھا۔ اسی طرح اس رات آسمان ابر آلود ہوتا ہے۔ بارش برستی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی نماز پڑھنے کی جگہ چھت سے پانی ٹپکا تھا۔ یہ اکیسویں کی رات تھی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ ﷺ نماز کے بعد واپس آرہے تھے اور آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر کیچڑ لگا ہوا تھا۔

جیسا کہ خود آپ ﷺ نے بیان فرمایا "فَابتَغُوا هَا فِی العشرِ الاَواخِرِ وَابتَغُوا هَا فِی کُلِّ وِترٍ" کہ تم اسے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ میں نے خود خواب میں دیکھا ہے کہ میں اس رات کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔ پھر اس رات آسمان ابر آلود ہوا۔ بارش برسی۔ نبی کریم ﷺ کی نماز پڑھنے کی جگہ چھت سے پانی ٹپکا۔ یہ اکیسویں کی رات تھی۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ ﷺ صبح کی نماز کے بعد واپس آرہے تھے اور آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر کیچڑ لگا ہوا تھا۔

مشائخ نے لکھا ہے کہ اس شب کا ادراک کسی کسی بزرگ کو ہوجاتا ہے۔ اس شب ہر چیز حتی کہ درخت بھی زمین پر ایک لمحہ کے لئے گر کر اللہ تعالی کا سجدہ کر کے اپنی جگہ کھڑی ہوجاتی ہے۔

شب قدر میں تقدیری امور فرشتوں کے حوالے کر دیئے جاتے ھیں: مؤمن بندہ کے ایک معمولی سی عبادت کی شب قدر میں اتنی فضیلت کے علاوہ اس رات میں ہر چیز کی تقدیری فیصلے کے دفعات بھی فرشتوں کے حوالے کردیئے جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے شب قدر کو "لیلۃ الحکم اور لیلۃ التقدیر" بھی کہتے ہیں۔ اس لئے اس رات میں ہر بندہ کو اپنے رب سے گڑگڑا کر التجا اور دعاء کرنی چاہئے کہ وہ قادر مطلق اس کے حق میں صحیح تقدیر فرشتوں

کے حوالے کریں۔

عام طور سے بہت سے خطیب حضرات بیان کرتے ہیں کہ اس رات میں انسان کی اور ہر چیز کی تقدیر، رزق ،موت وحیات وغیرہ سب چیزوں کا فیصلہ ہوتا ہے۔حالانکہ یہ مفہوم غلط ہے۔کیوں بہت سی آیات واحادیث نبویﷺ سے ثابت ہے کہ تقدیر خلائق عالم ازل میں لکھی جا چکی ہی ہے۔چیزیں اور خصوصاانسان جب اس دنیا میں وجود پاتا ہے تو اپنی اسی عالم ازل کی تقدیری نکات وکیفیات کے ساتھ وجود پاتا ہے۔

جیسے ایک چیز کے وجود کے لئے میٹیریلس اور پارٹس کی ضرورت پڑتی ہے۔یہ پارٹس کمپنی کی فیکٹیریوں میں بن کر مارکٹس کے دکانوں میں برائے سیل پیک شدہ ہوتی ہیں۔وقت ضرورت پر میکانک ان پارٹس کو خرید کر صرف قواعد کے موافق فٹ کر کے چیز کو متشکل اور وجود میں لا کر ظاہر کر کے قابل استعمال بنا دیتا ہے۔اس کے بعد اس کے خریدنے والوں کے استعمال کی کیفیت کے موافق اس کی عمر متعین ہوتی ہے۔پس جو شخص قانون و ضابطے کی روشنی میں،جس حسن طریق سے اس چیز کو استعمال کر کے حفاظت اور قوانین وہدایات کے مطابق رکھتا ہے،اسی موافق وہ چیز اپنے متعینہ عمر تک بحسن وخوبی قائم رہتی ہے۔اس کے برخلاف جو شخص اس چیز کو قوانین و حفاظتی ہدایات کے خلاف استعمال کرتا ہے،تو وہ چیز بہت جلد ،بوسیدہ ہو کر خراب اور ایکسپائر ہو کر نا قابل استعمال ہو جاتی ہے۔

اس مثال سے واضح ہے کہ گاڑی اور کسی بھی چیز کے لئے ایکسٹرا پارٹس ہوتی ہیں۔بلکہ چیز کے لئے فیکسیڈ ہوتی ہیں۔جنہیں مناسب جگہوں میں میکانک فٹکر کے چیز کو تیار کر دیتا ہے۔پس انسان کی اور کسی بھی چیز کی یہی فیکسیڈ پارٹس کی طرح سمجھیں کہ جو بھی چیز بشمولا انسان اس دنیا میں آنے والی تھیں۔سبھی کو قدرت نے ایک ہی بار پیدا کر دی ہیں۔جتنی پیدا کر دی گئی ہیں،اتنی چیزیں بشمول انسان کے اس دنیا میں ظاہر ہوں گی اور اپنے اپنے وقت میں ہر حال میں ظاہر ہوں گی۔ان چیزوں کا ظاہر ہونا ان کی تقدیر بننا نہیں کہلاتی ہیں۔اسی طرح جس طرح چیزوں کے پارٹس کو دکاندار کے حوالے کر دیا جاتا ہے،جو کہ انہیں مناسب جگہوں پر فٹ کر کے چیز کو متشکل کر دیتا ہے۔

اسی طرح''شب برأت''میں دنیا میں آنے والی اور ظاہر ہونے والی تمام چیزوں کے پارٹس اور اس کے وجود واختتام کی تمام تر کیفیات کو ایک سال لئے فرشتوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔جنہیں فرشتے وقت پر ظاہر کرتے رہتے ہیں۔پس جاننا چاہئے کہ انسان اور دنیا کی چیزوں کی''شب قدر''میں تقدیر کا فیصلہ نہیں ہوتا ہے ۔بلکہ عالم ازل میں فیصلہ شدہ تقدیر خلائق کو اس شب میں نقل کر کے فرشتوں کے حوالے کر کے انہیں سال بھر کے وظائف پر وخدمات پر مامور کر دیا جاتا ہے۔جن پر اطاعت کرتے ہوئے وہ دنیا میں انہی دستور حیات کو سال بھر نافذ کرنے میں مشغول رہتے ہیں۔

ان فرشتوں کی ڈیوٹی کے دو شفٹ ہوتی ہیں۔ایک صبح صادق سے عصر تک محض دن دن میں۔دوسری عصر

سے صبح صادق تک محض رات رات میں۔عصر میں رات کے فرشتے آجاتے ہیں اور دن کے فرشتے چلے جاتے ہیں۔اسی طرح صبح صادق کے وقت دن کے فرشتے آجاتے ہیں اور رات کے فرشتے چلے جاتے ہیں۔اسی لئے انسان کو عصر اور فجر کے وقتوں میں نماز کے بعد تسبیح فاطمہ کے ذکر کرنے کے لئے حکم فرمایا ہے۔تاکہ فرشتے کی تبدیلی کے وقت دونوں اوقات کے فرشتے نیک بندوں کی اطاعت کے گواہ رہیں۔

اس تفصیل سے معلوم ہو چکا کہ شب قدر میں فرشتوں کے حوالے شدہ دفاتر عالم ازل میں ہر چیز کی متعینہ تقدیر کے نفاذ کے لئے ہوتا ہے۔اصل قسمت کا فیصلہ نہیں کیا جاتا ہے۔

شب برأت میں عبادات کے لئے ترغیب:

بقول قرطبی عبیداللہ بن عامر بن ربیعہؓ حدیث منقول ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ ''مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃَ الْمَغْرِبِ وَالعِشَآءِ الآخِرَۃِ مِنْ لَیلۃِ القَدرِ فِی جَمَاعَۃٍ اُخِذَ بِحَظِّہٖ مِنْ لَیلۃِ الْقَدرِ" کہ جس نے شب قدر کی مغرب وعشاء کی نماز باجماعت ادا کرلی تو اس نے شب قدر سے اپنا حصہ پالیا''۔

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مغرب پڑھ کر ہر آدمی سوجائے اور پھر معمول کے موافق اٹھ کر فجر پڑھ لے تو اس نے اپنا حصہ پالیا۔مطلب یہ ہے کہ کم ازکم اس شب میں مغرب،عشاء اور فجر جماعت سے ضرور پڑھیں۔یہ تاکید ان لوگوں کے لئے ہے جو سست و کاہل شخص ہیں۔رات بھر کر جاگ کر عبادت کرنے کو بہت بھاری سمجھتا ہے۔ایسے لوگوں کو چاہئے کہ کم ازکم مغرب،عشاء اور فجر تو جماعت سے پڑھ لیں۔ایسا شخص بھی اس رات سے اپنے نصیب کا حصہ ضرور پالے گا۔

حضرت فاطمہؓ نے ایک بار حضورﷺ سے عرض کیا کہ اے ابا جان!وہ ضعیف مرد اور عورتیں کیا کریں جو قیام پر قدرت نہیں رکھتے ہیں۔مالک کونینﷺ نے فرمایا کیا وہ تکیہ نہیں رکھ سکتے ہیں،جن کا سہارا لیں۔اس رات کے لمحات میں سے کچھ لمحہ بیٹھ کر ہی گذاریں اور اللہ جل شانہ سے دعا مانگیں۔مگر یہ بات اپنی امت کے تمام ماہ رمضان کو قیام میں گذار سے زیادہ محبوب ہے''۔

دارالعلوم کراچی کے استاذ حدیث مولانا شمس الحق صاحب نے اپنی کتاب ''شب قدر'' کے صفحہ ر۱۳ر پر حضرت علامہ آلوسیؒ روح المعانی رج ر۳۰رص:۱۹۸ر کے حوالے سے لکھا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو،اس شب میں مختلف اور متنوع عبادت کرے مثلاً نوافل،تلاوت قرآن کریم،ذکر و تسبیح ور دعا و استغفار سب ہی کچھ کچھ نہ کچھ حصہ ادا کرے۔

اسی طرح موصوف نے حضرت سفیان ثوریؒ کا قول بھی نقل کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ شب قدر میں دعا و استغفار کرنا،نوافل پڑھنے کے مقابلہ میں افضل ہے اور اگر کوئی شخص تلاوت قرآن کریم اور دعا و استغفار دونوں جمع کرے تو اور بھی بہتر ہے۔

موصوف نے بھی اور بہت سارے علمائے کرام نے ترمذی میں منقول حضرت عائشہؓ سے مروی حدیث نقل کی ہیں جس میں یہ لکھا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ایک بار رسول اللہﷺ سے سوال کیا کہ یارسول اللہﷺ!اگر

مجھے کسی رات کے بارے میں یہ معلوم ہو جائے کہ یہ "لیلۃ القدر" ہے تو میں اس میں کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس وقت یہ دعاء پڑھو" اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفوَ فَاعفُ عَنِّی" کہ اے اللہ! آپ ﷺ بہت معاف کرنے والے ہیں اور معافی کو پسند فرماتے ہیں۔ مجھے بھی آپ ﷺ معاف فرمادیں۔

غنیۃ الطالبین میں حضرت انس بن مالکؓ سے حدیث منقول ہے کہ سعید بن میسّب نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص شب قدر میں عشاء کی نماز با جماعت ادا کیا تو اس کو شب قدر کا ایک حصہ مل گیا۔ فخر موجودات ﷺ سے مروی ہے کہ جس نے عشاء اور مغرب کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی اس نے شب قدر سے اپنا حصہ پالیا۔ اسی طرح آقا ﷺ نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ جس نے سورۂ قدر کی تلاوت کی۔ اس نے چوتھائی قرآن کی تلاوت کی۔ سورۂ قدر کو رمضان المبارک کی آخری نماز عشاء میں پڑھنا مستحب ہے۔

شب قدر کی نمازیں: یوں تو اس رات میں کوئی خاص نوافل متعین طور پر منقول نہیں ہے۔ مگر بعض بزرگوں نے کچھ نوافل کا تذکرہ کیا ہے۔ چونکہ نوافل اختیاری عمل ہے۔ اگر ان بزرگوں کے اس طریق کو عمل میں لے آیا جائے تو حرج نہیں۔ البتہ انہیں احادیث صحیحہ سے منقول طور پر ضروری سمجھنا بدعت ہو جائے گی۔ اس لئے اپنے اختیار سے ان نمازوں کو پڑھ لی جائے تو بہتر ہے۔ جیسا کہ نزہت المجالس میں اس شب میں چار رکعات اس طرح پڑھنی کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ تکاثر ایک دفعہ اور سورہ اخلاص تین دفعہ پڑھے تو اس کے دو فائدے ہوں گے۔ اول یہ کہ سکرات الموت میں آسانی ہوگی۔ دوم یہ کہ عذاب قبر سے محفوظ و مامون رہے گا۔

اسی طرح اس رات میں چار رکعات اس طرح پڑھنی کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد ایک بار سورۂ قدر اور ۲۷ بار اخلاص پڑھے۔ اسی طرح ایک اور دوسری ترکیب یہ ہے کہ چار رکعات نفل میں ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورہ قدر تین بار اور سورۂ اخلاص پچاس بار پڑھے۔ پھر سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا پڑھے" سُبحَانَ اللّٰہِ وَالحمدُ للّٰہِ وَ لَا الٰہ الَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اکبَرُ" تو اس نمازی کی ہر دعا قبول ضرور ہوگی۔

اس طرح اس رات میں عبادت کریں۔ یاد رکھیں یہ رات بہت اہم اور پانچ چیزوں میں سے ایک چھپی چیز ہے۔ کہا جاتا ہے کہ پانچ چیزوں کے اندر پانچ چیزیں چھپی ہوئی ہیں۔ اول: بندہ کی اطاعت میں اپنی رضا کو چھپا رکھا ہے۔ دوم: بندہ کی نافرمانیوں میں اپنے غضب کو۔ سوم: درمیانی نماز کو دوسری نمازوں میں۔ چہارم: مخلوق میں اپنے اولیاء کو اور پنجم: ماہ رمضان میں شب قدر کو۔

اسی طرح علمائے کرام نے لکھا ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے اپنے حبیب ﷺ کو پانچ راتیں مخصوص طور پر عطا کیں۔ **اول رات**: قدرت و معجزہ والی رات جس میں انگشت مبارک سے اشارہ کر کے چاند کے دو ٹکڑے کیئے۔ جس کے بارے میں ارشاد ربانی ہوا" اِقتَرَبت السَّاعۃُ وَانشَقَّ القَمَرُ" کہ پاس آچکی قیامت اور شق ہو گیا چاند"! اسی طرح جس طرح حضرت موسیٰ کے لئے ان عصا کے ضرب سے سمندر شگافتہ ہو گیا۔ اس سے بھی زیادہ عجوبہ رسول عربی ﷺ کی انگشت مبارک چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

دوسری رات: دعوت اور قبولیت دعوت کی رات تھی۔ جس کے بارے میں ارشاد باری تعالی ہوا" وَاِذَا صَرفنَا اِلیکَ نفراً منَ الجنِّ یَستَمِعُونَ القُرآنُ" کہ جب ہم نے تمہاری طرف کتنے جن پھیرے کان لگا کر

قرآن جو سنتے تھے۔ یہ بھی عجیب رات تھی۔

تیسری رات: شب برأت تھی۔ جس کے بارے میں سورۂ دخان میں ارشادِ ربانی ہوا'' انا انزلنا ہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذ رین فیھا یُفرق کل امر حکیم " کہ بے شک ہم نے اس قرآن کو 'لیلۃ مبارکہ' میں اتارا، جو برکت والی رات ہے۔ اس میں بانٹ دی جاتی ہے ہر حکمت والے کاموں کو (فرشتوں کے حوالے کردی جاتی ہے)۔

چوتھی رات : معراج کی رات تھی۔ جس کے بارے میں ارشادِ ربانی ہوا' سُبحٰنَ الَّذِیْ اَسرٰی بِعَبدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی " کہ وہ ذات پاک ہے جس نے آپ ﷺ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصی تک چلایا۔ یعنی سفر کرایا (پھر وہاں تمام نبیوں کی امامت رکوا کر تا قیامت اس کائنات کا سردار اعلی مقرر کر کے اپنے پاس راز و نیاز کے لئے بلایا)۔

پانچویں رات : یہی شب قدر ہے، جس کے بارے میں سورہ قدر نازل کر کے اس رات کے برکات وظہور کو واضح کر دی کہ یہ رات نزول ملائکہ کی رات ہے۔ فرشتوں کے مؤمنین عابدین سے مصافحہ کرنے کی رات ہے۔ روحانیت والی رات ہے۔ روح یعنی جبرئیل امین کے کل چھ سو پروں میں سے جو دو پر کبھی نہیں کھلتے ہیں۔ ان کے بھی کھلنے کی رات ہے۔ گناہگاروں کی بخشش کی رات ہے۔ بنو بکر کے بکریوں کے بال کے برابر جہنم سے لوگوں کی آزادی کی رات ہے۔ منجانب اللہ فرشتوں کے ذریعے سلامتی کے نزول کی رات ہے۔ بھینی بھینی جنتی ہواؤں کے جاری ہونے کی رات ہے۔

اس لئے بندہ کو جب رمضان میں شب قدر کو پالے تو اس میں اس کی قدر ضرور کرنی چاہئے اور اللہ تعالی کی عبادت بندگی کے لئے ایک خاص ترتیب و روٹین بنا کر پوری رات خوب خوب عبادت کر کے فضیلت محمد ﷺ کے سبب اپنی اس امت میں خیر امت اور امت محمد ﷺ ہونے کی تصدیق پیش کرنی چاہئے۔

شب قدر میں عبادت کی ترتیب

شب قدر میں عبادت کے لئے اختیار ہے۔ کوئی خاص وظیفہ یا ذکر بطور سنت کے نبی ﷺ سے منقول ہے۔ کیوں کہ یہ اللہ اور بندہ کے درمیان راز و نیاز کی بات ہے۔ بندہ اپنے رب سے کیا کیا اور کس کس طرح مانگتا ہے۔ یہ اس کی ضرورت وخواہشات پر معلق ہے۔ دنیا میں بہت سے نیک بندوں نے اپنی اپنی اختیاری عبادتیں ایک خاص ترتیب سے کی ہیں۔ چنانچہ بہت سے نوافل کا بھی خاص طریقہ بزرگوں سے منقول ہے۔ میں بھی اپنی طرف سے موجودہ پر آشوب حالات کے تحت بہترین طریقہ میرے نظریے سے یہ ہے کہ:

(۱) : مغرب پڑھتے ہی غسل فرمالیں۔

(۲) : عشاء دیر سے تقریباً ۹ بجے پڑھیں۔

(۳) : مغرب اور عشاء کے درمیان ۴۰۔۸ر تک سو جائیں۔

(۴) : پھر ۴۰۔۸ر بجے اٹھ کر حاجت سے فارغ ہو کر وقت مقررہ ریعنی ۹ر بجے عشاء باجماعت ادا کریں۔ یاد رہے کہ عشاء کی سنت غیر مؤکدہ ہے۔ اسے بھی ضرور پڑھے۔ کیوں عام و دیگر نوافل سے یہ افضل ہے۔ آج کل لوگ نوافل پر نوافل تو پڑھتے ہیں۔ مگر نماز کی غیر مؤکدہ سنتوں کو بالکل اس طرح چھوڑ دیتے ہیں کہ گویا کہ یہ نماز ہی نہیں ہے۔ اس لئے اس سنت کو بھی پڑھے۔

(۵) : عشاء کے فرض پڑھ لینے کے بعد ۱۵ر منٹ کے اندر اطمینان سے عشاء کی سنتیں اور وتر پڑھیں۔

(۶) : عشاء کی سنتوں سے فارغ ہونے کے بعد ایک گھنٹہ ساڑھے دس بجے سے ساڑھے گیارہ بجے تک شب قدر کے بارے میں کچھ بیان کریں یا سنیں۔

(۷) : ساڑھے گیارہ بجے سے ساڑھے بارہ بارہ بجے تک قرآن کی تلاوت کریں یا کسی حافظ سے سنیں یا خود قرآن کھول کر پاروں کو دیکھیں اور اس پر انگلی پھرائیں۔

(۸) : ساڑھے بجے کے بعد اپنے گھر آجائیں اور نوافل میں پہلے قضائے عمری ایک حساب لگا کر پڑھے۔ مسجد سے گھر اس لئے آنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث صحیح بخاری میں حضرت ثابتؓ سے منقول ہے۔ جس میں صراحت ہے کہ آدمی کے لئے بہترین جگہ نوافل کے لئے اس کا گھر ہے۔ مسجد کے اندر نماز کا جو ثواب مذکور ہے۔ وہ فرائض کے لئے ہے۔ اگر چہ مسجد میں نوافل و تلاوت پر بھی ثواب ملے گا۔ مگر اس کے لئے مخصوص جگہ حضور ﷺ نے گھر کو بتلایا ہے۔ اس لئے حرم میں ہو یا کہ کسی اور جگہ پر مساجد فرائض اور جماعت سے نماز کے لئے مخصوص ہیں۔ اس لئے اپنے گھروں کو قبرستان نہ بنائیں۔ بلکہ ان میں نوافل اور قرآن کی تلاوت جاری رکھیں۔ اس نبوی حدیث کے مطابق قرآن اور نوافل وغیرہ کے لئے گھر آجائیں تو بہتر ہے۔

اس لئے میری ترتیب کی روشنی میں ساڑھے بارہ بجے سے ڈیڑھ بجے تک قضائے عمری ہر دن کے پانچ نمازوں کے حساب سے کم از کم ایک سال یا چھ ماہ کی قضاء کریں۔

(۹) : ڈیڑھ بجے سے ڈھائی بجے تک تہجد کی بارہ رکعتیں اطمینان سے پڑھیں۔ اس میں سورہ یاسین، سورہ ملک، پڑھیں۔ حفاظ کرام اپنی نشاط کے موافق کئی کئی پارے پڑھ سکتے ہیں۔

(۱۱) : تہجد کے بعد ڈھائی بجے سے پونے تین بجے تک گڑ گڑا کر اپنے لئے، مرحومین کے لئے، خاندان کے لئے سبھوں کے حق میں خوب خوب دعاء کریں۔

(۱۲) : پونے تین بجے سے ساڑھے تین کے بیچ میں آدھا گھنٹہ کے درمیان اگر دل چاہے تو قبرستان جاکر مرحومین کے لئے دعا کر آئیں یا گھر میں مرحومین کے لئے دعاء کریں۔ قبرستان جاتے وقت تیسرا کلمہ پڑھے اور آتے وقت استغفار پڑھتے آئے۔

(۱۳) : ساڑھے تین تا ۴ر بجے یعنی صبح صادق سے نصف گھنٹہ پہلے صلوۃ التسبیح پڑھیں۔

(۱۴) : ۴ر تا ختم سحری کے درمیان سحری کریں۔

(۱۵) : سحری سے اذان فجر تک آنکھ بند کرے ساقی کوثر محسن اعظم ﷺ پر بے شمار درود شریف پڑھے۔

(۱۶) : جیسے ہی فجر کی اذان ہو اذان سن کر سنت فجر گھر ہی میں ادا کرلیں۔

(۱۷) : فرض کے لئے مسجد میں جا کر یا مجبوری ہو تو گھر ہی میں جماعت سے نماز فجر ادا کریں، جو مجبور ہوں تو وہ گھر ہی میں با جماعت یا انفرادی نماز پڑھ لیں۔

(۱۸) : فجر بعد اشراق تک تسبیح فاطمہ پڑھیں۔

(۱۹) : تسبیح فاطمہ کے بعد اشراق کی نماز ادا کریں۔

(۲۰) : اس کے بعد گھر آکر چاشت تک یعنی ۳۰۔۹ رتک سو جائیں۔

(۲۱) : ۳۰۔۹ ر سے ۱۰ ر کے درمیان چاشت کی نماز پڑھے۔

(۲۲) : اس کے بعد دن کے معمولات میں لگ جائیں اور وقت پر نمازیں ادا کریں۔

(۲۳) : اذان مغرب پہ افطار کرے۔

(۲۴) : افطار بعد نماز مغرب ادا کرے۔

(۲۵) : مغرب بعد مرضی کے موافق کام کرے۔

(۲۶) : اس کے بعد عشاء پڑھے اور پھر نماز فجر پڑھ کر دوسرے دن کے معمولات میں مشغول ہو جائے۔

(۲۷) : معتکف حضرات بھی مسجد جا سکتے ہیں۔ اگر قبرستان جانا چاہیں تو اس شرط کے ساتھ کہ کسی سے بات چیت نہیں کرے گا تو خاموشی سے سفید لباس میں مسجد جا کر دعا کر کے واپس آسکتے ہیں۔ مگر ضروری نہیں۔ اپنے خیمہ ہی میں مرحومین کے لئے دعا کردی تو بہتر ہے۔

اعتکاف کی حقیقت اور اس کی فضیلت و مسائل و احکام

شب قدر میں مذکورہ روٹین کی ترتیب کے ساتھ آسانی سے گذاریں اور عبادت میں لگے رہے۔ چونکہ شب قدر معین نہیں ہے۔ رمضان کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہے۔ اس لئے اس رات کو پا کر رب کائنات سے اپنی مباتیں منوانے کے لئے اس کے در پہ یعنی مسجد میں مؤمنین کو مکمل طور سے دنیا سے اور اس کے اندر کی تمام چیزوں سے کٹ کر پڑ جانے کا حکم ہے۔ اسی حکم پر عمل کرنے کا نام ''اعتکاف'' ہے۔

واضح رہے کہ وہ کونسی رات ہے۔ جس میں اس طرح عبادات کو ترتیب دے کر عبادتیں کر کے رب تعالی کی رحمتوں سے محظوظ ہو یا جائے۔ اس کے تعلق سے چالیس پچاس اقوال ہیں۔ جن میں چند اقوال اوپر ذکر کئے گئے۔ ان میں بھی راجح قول کے بارے میں حدیث رسول منقول ہے'' تَحَرَّوْا لَيلةَ القَدرِ فِى الوِترِ مِنَ

العَشجرِ الأَوَاخِرِ مِنُ رمضَانَ" کہ شب قدر رمضان کے اخیر دہاگے کی طاق راتوں میں تلاش کرو'۔

حضرت ابن عباسؓ سے بھی ایک روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا" اِلتَمِسُوا هَا فِی العَشرِ الأَواخِرِ مِنُ رمضَا نَ لَیلة القد رِ فِی تِسُعَةِ تَبقِی فِی سَا بِعَةٍ فِی خَا مِسَةٍ تَبقِی" کہ شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو۔ جب نو راتیں باقی رہ جائیں یا سات راتیں باقی رہ جائیں یا جب پانچ راتیں باقی رہ جائیں'۔ ابن حجر عسقلانی نے اسی حدیث کو ترجیح دی ہیں۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ شب قدر کی تلاش رمضان کے اخیر عشرہ میں اعتکاف کر کے کیا کرتے تھے۔ ایک رمضان میں آپ ﷺ نے شب قدر کی تلاش میں اعتکاف کیا۔ اس رات مسجد ہی میں مقیم رہے۔ جس میں آپ ﷺ کو گھر جانے کی عادت شریفہ تھی۔ پھر آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور جو کچھ اللہ تعالی نے چاہا، آپ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا" اس دوسرے عشرے میں اعتکاف کیا کرتا تھا۔ لیکن مجھ پر یہ ظاہر ہوا ہے کہ مجھے اب اس آخری عشرے میں اعتکاف کرنا چاہئے۔ اس لئے جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے۔ وہ اپنے مقام اعتکاف ہی میں ٹھہرا رہے۔ مجھے یہ رات یعنی شب قدر دکھائی گئی۔ لیکن پھر بھلوا دی گئی۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شب قدر کی تعیین نہیں ہے۔ اس لئے اس شب کو پا کر اس میں نزول رحمت کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالی نے اعتکاف کر کے اپنے در پر پڑ جانے کے لئے حکم فرمایا ہے۔ جس کے کچھ خاص فضائل و احکام اور مسائل ہیں۔

اعتکاف کی حقیقت: جاننا چاہئے کہ" اعتکاف" کا لغت میں معنی" ٹھہرنا" ہے۔ اصطلاح شریعت میں مسجد میں رمضان کے مہینے کے اخیر عشرہ میں ایک خاص مسائل کے تحت اللہ کی عبادت اور شب قدر کی تلاش کے لئے اور شب قدر کی قرآنی اور احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں منجانب اللہ نازل ہونے والی تمام برکتوں اور سلامتیوں و رحمتوں کے حاصل کرنے کی نیت سے ٹھہرنے کا نام" اعتکاف" ہے۔ یہ سنت مؤکدہ ہے۔ جس کا محلّہ کی طرف سے کسی ایک شخص کے کر لینے سے سبھوں کی طرف سے کافی ہو جائے گا۔

اعتکاف کے لئے ضروری تین چیزیں:

اعتکاف کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں۔

اول: پنجوقتہ مسجد میں اور عورتوں کو گھر کے کسی ایک خاص کونے ٹھہرنا۔

دوم: اعتکاف کی نیت سے مسجد میں مردوں کو اور گھر کے کسی ایک کونے میں عورتوں کو ٹھہرنا۔

سوم: حیض و نفاس اور جنبی حالت سے خالی ہونا۔

اعتکاف کے شرائط: اعتکاف کے لئے مسلمان ہونا ضروری ہے۔ کافر کا اعتکاف نہیں ہوتا۔ عاقل ہونا شرط ہے۔ اس لئے پاگل، مجنون، کافر کا اعتکاف نہیں ہوگا۔ ہاں بدائع رج ۲/ص: ۱۰۸/ پر ہے کہ بچہ اگر اعتکاف کرتا ہے تو اعتکاف ہو جائے گا۔ اعتکاف کیلئے رکن اعظم یہ ہے کہ دوران اعتکاف مسجد کی حدود میں ہی رہے۔ حوائج اصلیہ ضرور یہ کے سوا ایک لمحے کے لئے بھی حدود مسجد سے باہر نہ نکلے۔ ورنہ اعتکاف

ختم ہوجائے گا۔اسی طرح زیادہ بات چیت کرنے سے بھی پرہیز کرے۔

اعتکاف کی قسمیں : اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔واجب۔سنت مؤکدہ اور مستحب۔

اعتکاف واجب : اعتکاف واجب وہ اعتکاف ہے جو کسی نے منت کے طور پر مان لی ہوں کہ فلاں کام ہوگیا تو میں اتنے دنوں کا اعتکاف کروں گا۔چونکہ یہ نفل تھا۔جسے بندہ نے ازخود اپنے اوپر لادا ہے۔اس لئے اب سر پر بوجھ خوود سے لادنے کے بعد، لے کر چل کر، اس بوجھ کو اتارنا واجب وضروری ہوگیا۔ظاہر ہے کوئی چیز سر پہ خود سے بھاری اٹھالے تو اس کا اتارنا بھی اٹھانے والوں ہی پر ضروری ہے۔اسی معنیٰ کر یہ اعتکاف واجب ہے۔اس میں روزہ کی نیت کرے یا نہ کرے روزہ رکھنا بھی شرط ہے۔

بدائع الصنائع کتاب میں ہے کہ اعتکاف واجب یعنی وہ اعتکاف جس کی نذر مانی ہے، ایک دن ایک رات سے کم کا نہیں ہوسکتا ہے۔

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ طائف سے واپسی پر (مکہ مکرمہ سے کچھ فاصلے پر واقع گاؤں، جہاں سے حضور ﷺ طائف کے غزوے سے واپسی کے بعد راتوں رات مکہ تشریف لا کر عمرہ کیا تھا۔مسجد حرام سے یہاں سے قریب تھا۔اس لئے)''جعرانہ'' کے مقام پر تشریف لا کر مقیم تھے تو حضرت ابن عمرؓ نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک دن کا اعتکاف کروں گا! اب آپ ﷺ کی کیا رائے ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ! ایک دن کا اعتکاف کرلو''۔

اسلامی اصل تو یہ ہے کہ کفر کی حالت کی منت اسلام لانے کے بعد پورا کرنا واجب نہیں۔مگر چونکہ یہ کار خیر تھا۔اس لے آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔اگر چہ وہ واجب نہ تھا۔لیکن اس میں ثواب ضرور تھا۔

مسئلہ : اگر کسی نے رمضان میں اعتکاف واجب کی منت مان لی تو رمضان کا ہی اعتکاف اس کے لئے کافی ہوجائے گا۔

مسئلہ : اگر کسی نے رمضان کے اعتکاف کی نذر کر لے اور اتفاق سے رمضان میں اعتکاف نہ کرسکا تو دوسرے مہینے میں روزہ کے ساتھ اعتکاف کرنے سے نذر پوری ہوجائے گی۔مگر علی الاتصال روزہ رکھنا ضروری ہوگا۔

مسئلہ : واجب اعتکاف کو ادا کرنے کا موقع نہ ملا تو پونے دوسیر گندم فدیہ دے دے، یا اس کی قیمت دے دے۔نذر پوری ہوجائے گی۔

اعتکاف سنت مؤکدہ : اعتکاف سنت مؤکدہ وہ اعتکاف ہے جو رمضان کے اخیر عشرہ میں دس دنوں کا کیا جاتا ہے۔چونکہ اس اعتکاف کو حضور ﷺ نے پابندی سے کیا ہے۔اس لئے یہ سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔محلّہ کے ایک آدمی بھی اسے کرلے گا تو سب کی طرف سے کافی ہے۔اس میں بھی روزہ شرط ہے۔

اعتکاف سنت مؤکدہ وقت ؟ : یہ اعتکاف کا وقت بیسویں روزہ پورا ہونے کے دن غروب آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور عید کا چاند نظر آنے تک باقی رہتا ہے۔یعنی اس کا آغاز اکیسویں شب غروب آفتاب سے شروع ہوکر عید کے لئے چاند نظر آنے تک رہتا ہے۔معتکف کو چاہئے کہ بیسویں روزے کو مغرب

سے اتنا پہلے مسجد کے حدود میں پہنچ جائے کہ غروب آفتاب مسجد میں ہو اور مغرب کی نماز کے بعد فوراً خیمہ اعتکاف میں بیٹھ جائے۔ بیٹھنے کے بعد سب سے پہلے بہتر ہے کہ اوابین کی چھ رکعات نوافل پڑھ لیں۔اس کے بعد اپنی چوبیس گھنٹے کے لئے ترتیب بنالیں یا جو ترتیب اوپر میں نے رکھی ہے۔اس کے موافق مصروف عمل ہو جائیں۔

اعتکاف مستحب : اعتکاف مستحب وہ اعتکاف ہے جو اخیر عشرے کو چھوڑ کر کسی اور زمانوں میں خواہ رمضان کا پہلا ہی عشرہ کیوں نہ ہوں کیا جائے۔اس اعتکاف میں روزہ شرط نہیں ہے۔یہ اعتکاف ایک لمحہ کے لئے بھی ہوتا ہے اور ایک دن رات اور اس سے زائد تین دن تین رات اور دس دنوں کا اور اس سے زیادہ کا بھی ہوتا ہے۔اس کی کوئی مقدار متعین نہیں ہے۔اسی لئے مسجد میں جب بھی جایا جائے تو ''بِسۡمِ اللّٰہِ دَخَلۡتُ وَ نَوَیۡتُ بِہٖ سُنَّتَ الْاِعۡتِکَاف '' کہ کر اعتکاف کی نیت کر لینی چاہئے۔جب تک مسجد میں رہے گا تب تک اعتکاف کا بھی ثواب ملتا رہے گا۔

اعتکاف کی فضیلت : کنز العمال میں حضور ﷺ کی ایک حدیث مروی ہے'' مَن اِعتَکَفَ یَومًا اِبتغَآءِ لِوَجهِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ جَعلَ اللّٰهِ بینه وَ بینَ النَّارِ ثَلاثَۃَ خَندَقٍ اَبعد مما بین الحافتَینِ'' کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر اعتکاف ایک دن کے لئے بھی کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین ایسے خندقوں کو آڑ بنادیں گے کہ جن کی مسافت آسمان وزمین کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ چوڑی ہوگی۔

حضرت حسین ابن علیؓ سے مروی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' من اعتَکَفَ عشرًا فی رمضانَ کَانَ کحجتینِ و عمرتین '' کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں جس نے اعتکاف کیا اس کو دو حج اور دو عمروں کا ثواب ملے گا۔طبرانی میں ایک حدیث منقول ہے'' اعتکاف عشر رمضَانَ کحجتین و عمرتین'' کہ رمضان کے دس دنوں کے اعتکاف کا ثواب دو حج اور دو عمروں کا ملتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ کچھ لوگ مسجدوں کے لئے میخ بن جاتے ہیں۔یعنی وہ ہر وقت مسجد ہی میں بیٹھے رہتے ہیں۔ایسے لوگوں کے ہمنشیں فرشتے ہوتے ہیں۔اگر یہ لوگ کبھی مسجد سے غائب ہو جاتے ہیں تو فرشتے انہیں تلاش کرنے لگتے ہیں اور اگر یہ بیمار پڑ جاتے ہیں تو فرشتے ان کی عیادت کو جاتے ہیں اور اگر انہیں کوئی ضرورت پیش آجاتی ہے تو فرشتے ان کی مدد کرتے ہیں۔

ابن ماجہ اور مشکوۃ شریف میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اعتکاف کرنے والا گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔اس کی تمام نیکیاں اسی طرح لکھی جاتی رہتی ہیں۔جیسے وہ ان کو خود کرتا رہا ہو۔یعنی اعتکاف کے سبب جو کام نیکی کا وہ کرتا تھا اور وہ چھوٹ گیا تو ان نیکیوں کے نہ کرنے کے باوجود ان کا ثواب معتکف کے کھاتے میں صرف اس لئے لکھا جاتا ہے کہ اعتکاف کی وجہ سے اس نے ان نیک کاموں کو ترک کیا ہے۔

افضل اعتکاف : سب سے افضل اعتکاف مسجد حرام کا اعتکاف ہے۔اس کے بعد افضل مسجد نبوی ﷺ میں اعتکاف کرنا ہے۔اس کے بعد بیت المقدس میں اعتکاف کرنا ہے۔اس کے بعد افضل اعتکاف جامع مسجد میں اعتکاف کرنا ہے۔اس کے بعد افضل اعتکاف محلے کی مسجد میں اعتکاف کرنا ہے۔عورتوں کے لئے مسجد کے بجائے گھر ہی کے ایک کونے کو مخصوص کر کے اعتکاف میں بیٹھ جانا ہے۔

حضورﷺ کا اعتکاف: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریمﷺ رمضان کے اخیر عشرے کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالی نے آپﷺ کو وفات دے دی۔ پھر آپﷺ کے بعد آپﷺ کی ازواج مطہرات اعتکاف کیا کرتی تھیں۔

ابن ماجہ اور نیل الاوطار میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے اور حضرت نافع ناقل حدیث از عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ نے مجھے مسجد میں وہ جگہ بھی دکھائی۔ جہاں آپﷺ اعتکاف فرماتے تھے۔

مسجد نبویﷺ میں حضورﷺ کے اعتکاف کی جگہ ''اسطوانہ توبہ'' کے پیچھے ہے۔ اسطوانہ توبہ وہ ستون ہے مسجد نبویﷺ میں جہاں حضرت ابولبابہ کی توبہ قبول ہوئی تھی۔ اسی کے پیچھے والی جگہ میں حضورﷺ کے اعتکاف کے لئے بستر بچھایا جاتا یا چارپائی ڈالی جاتی تھی۔ آج کل اس جگہ پر بھی ایک ستون بنا دیا گیا ہے۔ جسے اسطوان السریر کہتے ہیں۔ یہ نام اس ستون پر لکھا ہوا بھی ہے۔ یہ ستون اور روضہ اقدس کی مغربی جالی سے متصل ہے۔ واضح رہے کہ چارپائی کا معتکف میں ڈالنا صرف نبیﷺ کے ساتھ خاص ہے۔ عام آدمی کے لئے نہیں ہے۔

عورتوں کا اعتکاف: بخاری و مسلم شریف میں حضرت عائشہؓ سے روایت منقول ہے کہ آپ نے حضورﷺ ایک فرمان مسجد میں اعتکاف کے لئے اجازت مانگی تو آپؐ کو حضورﷺ نے اجازت دے دی۔ اس وجہ سے عورت کو مسجد میں اعتکاف جائز تو ہے۔ مگر موجودہ زمانے کے فتنے کی وجہ سے اسے منع کر دیا گیا۔ کیوں کہ نبی کریمﷺ نے حضرت عائشہؓ کو مسجد نبویﷺ میں جب اعتکاف کے لئے اجازت دے دی تو حضرت عائشہؓ نے اپنا خیمہ لگا دیا۔ ان کو دیکھ کر حضرت حفصہؓ نے بھی اپنا خیمہ ایک کونے میں لگا لی۔ ان کو دیکھ کر حضرت زینبؓ نے بھی اپنا خیمہ لگا لیا۔ اس طرح چار خیمے ہو گئے۔ جب رسول اللہﷺ مسجد نبوی میں تشریف لائے اور یہ چار خیمے دیکھے تو چاروں کو ہٹوا دی اور آپ نے اس سال اعتکاف ترک کر دی پھر اس کو شوال میں کیا۔

اس حدیث سے عورتوں کا جہاں مسجد میں اعتکاف کرنے کو منع کیا گیا ہے۔ وہیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو اعتکاف شوہر کی اجازت کے بغیر کرنا جائز نہیں ہے۔

اعتکاف کے مسائل

حالت اعتکاف میں دو قسم کے افعال حرام ہیں۔ یعنی ان کے کرنے سے اعتکاف اگر واجب ہے یا مسنون یعنی رمضان کا ہے تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ اس کی قضاء پڑے گی۔ اور اگر اعتکاف مستحب ہے تو ختم ہو جائے گا۔

مشکوۃ شریف میں اور ابوداؤد شریف میں حضرت عائشہؓ سے حدیث منقول ہے کہ حضورﷺ

نے فرمایا کہ معتکف کے لئے صحیح طریقہ یہ ہے کہ وہ نہ کسی کی بیمار پرسی کو جائے۔ نہ کسی جنازے میں شامل ہو۔ نہ کسی عورت کو چھوئے۔ نہ اس کے ساتھ ملاپ کرے۔ ناگزیر حالت میں ضروریات کے سوا کسی بھی ضرورت کے لئے نہ باہر نکلے۔

مسئلہ : اسی لئے معتکف کے لئے بےضرورت اعتکاف گاہ یعنی خیمہ سے باہر طبعی یا شرعی کسی بھی ضرورت سے جانا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ : طبعی ضرورت سےمراد پیشاب، پاخانہ غسل وغیرہ ہے۔اسی طرح کھانا وغیرہ ہے۔ ہاں مسجد میں پیشاب، پاخانہ، غسل کے غسل خانہ کا انتظام نہ ہو، اسی طرح کھانا لانے والا کوئی نہ ہوتو باہر جا سکتے ہیں مگر چپ چاپ جا کر ضرورت پوری کر کے واپس آ جانا ہے۔

مسئلہ : کثیر الوقوع عذر میں بھی باہر جانا جائز نہیں۔مثلاً مریض کی عیادت، ڈوبتے کو بچانے، آگ بجھانے، کو نہ جائے۔

مسئلہ : درمختار کتاب میں ہے کہ اگر جمعہ مسجد میں اعتکاف نہیں کیا ہے تو جمعہ کے لئے ایسے وقت میں جانا کہ تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد جا کر پڑھ سکے جائز ہے۔

مسئلہ : بحرالرائق میں ہے کہ طبعی ضرورت سے اعتکاف سے باہر نکلنے کے بعد راہ میں کسی کی جان بچانی پڑ گئی، کسی مریض کی عیادت کرنی پڑ گئی یا نماز جنازہ میں شریک ہو جانا پڑا تو حرج نہیں۔خاص انہی کاموں کے لئے جانا ممنوع ہے۔ یاد رہے کہ جن مسجدوں میں نماز جنازہ پڑھنے کے لئے الگ سے جگہ اگر بنی ہوئی ہے تو وہ بھی مسجد کے حدود سے باہر ہوتی ہے۔معتکف کو اس حد میں بھی جانا جائز نہیں ہے۔ اگرچہ بعض فقیہہ معتکف کے لئے جنازہ پڑھنے کو اجازت دی ہیں۔ جنہوں نے اجازت دی ہیں۔ ان کے نزدیک صرف جنازہ کے لئے جانا جائز ہے۔ اس کے علاوہ وقت میں نہیں۔ اسی طرح رہائشی کمرہ جو خارج از مسجد ہے وہاں بھی جانا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح مدرسہ پڑھانے کے لئے الگ سے مسجد سے متصل کمرہ میں بھی جانا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ : زبردستی کسی نے معتکف کو مسجد سے باہر نکال دی تو اعتکاف ختم ہو جائے گا۔

مسئلہ : باعث جماع افعال سب ناجائز ہیں۔ ہاں منی ازخود خارج ہو جائے تو اعتکاف رہے گا۔مگر فوراً غسل کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ : حالت اعتکاف میں بےضرورت بات چیت، دنیاوی بات چیت، کام کی بات چیت، خرید وفروخت سب مکروہ تحریمی ہیں۔

مسئلہ : حالت اعتکاف میں بالکل چپ رہنا بھی مکروہ ہے۔ اس لئے اپنے اوقات کے لئے چوبیس گھنٹوں میں عبادت کی ایک ترتیب بنالیں۔ بہتر ہے کہ اسی ترتیب سے اپنا وقت گذارے جس ترتیب کو میں نے پیچھے لکھا ہے۔

مسئلہ : مسجد سے باہر بار بار تھوکنے کو جانا، بلغم نکالنا، مکروہ ہے۔ بہتر ہے کہ اس کے لئے